

روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک  
رسالہ "ام" چلے

RAM NUMBER

APRIL 1964



भगवान राम

Price 56 nP.

Editor :-G. N. NANDA







رسالہ اوم دہلی بابت ماہ اپریل ۱۹۶۴ء ویک ۵ ۹۶۲۹۴ ۱۹۶۲ بکری سہ ماہی ۲۰۲۱

# دھارمک رسالہ "اوم" دہلی

پہرچہ ماہ اپریل ۱۹۶۴ء

فہرست مضامین



نمبر صفحہ	مضمون نویس	نام مضمون	پریشار
۲	شری نوبت دے شوخ	رام نوبی	۱۰
۱۰	باواکینہ سنگھ جی بیدی	نراکار سے ساکار	۲
۵	مہاشا دھرم داس جی	ہمیشہ ہے حاضر	۳
۶	ایڈیٹر	رام جی	۴
۹	شری نوبت دے شوخ	رام بھجن	۵
۱۰	سنت سری سنگھ جی	پرستش رام	۶
۱۳	شری جگن ناتھ کھنہ بی بی	دست کرم	۷
۱۶	کوی وکنا تھہ دل	رام اوتار (نظم)	۸
۱۷	ایڈیٹر	دندھیا دلی	۹
۱۸	مہاشا دولت رام جی	پریشو تری	۱۰
۲۰	شری جونی پرشاد کھیان	شری گنگا مانی	۱۱
۲۲	شری گوپال داس مسرور	رباعیات	۱۲
۲۳	سنت نارائن سنگھ جی	پریشاد کھنہ	۱۳
۲۷	شری تارا چند باغی	بیاکھی	۱۴
۲۹	شری نارائن داس پوری	چنگام بہار	۱۵
۲۸	مرشد شری سادھو رام ادرہ	باون اکھری	۱۶
۳۰	نیدت جان رام جی دنا	حمد	۱۷
۳۲	جگمگ بکلا داس جی مغلپڑ	دل سے دو باتیں	۱۸
۳۴	شری بیدل	حقیقت	۱۹
۳۵	ڈاکٹر راج بہادر دیا	رام جگت گاندھی	۲۰
۳۶	شری نیپالی	احمد شاہ ابدالی	۲۱
۳۸	شری جوند لال شہ	رعونت آرم	۲۲
۴۰	شری روشن لال پٹیا لوی	نڈیان دین کاغزوہ	۲۴
۴۵	ایڈیٹر	گوکل ناتھ	۲۵
۴۶	شری شباب لالت	جینندر	۲۶
۴۷	شری سوہن لال گروور	مکانات علی	۲۷
۴۸	شری حسرت سہاسی	ہندوستانی سپاہی	۲۸

قیمت  
فی پرچہ  
۵۶  
نئے پلے

(غیر مالک سے دس روپے)

شری گورکھ ناتھ نندہ ایڈیٹر۔ پرنٹر۔ پبلشر۔ دیرپا پرنٹر کے زیر اہتمام مودیت پرنٹرز شری پودی مانس دلی میں چھپا اور دفتر رسالہ اوم اندرون باناراس میں شری گیشو داس کے زیر اہتمام



# رام نومی

از قلم شری نوبت رائے جی شوخ

دیار ہند میں پھر جلوہ سماں رام نومی ہے ، لئے بھگوان کی جھانکی نمایاں رام نومی ہے  
 زمین ہند ہے عرش بریں تاب تجلی سے ، ضیائے جلوہ حق سے درخشاں رام نومی ہے  
 کماں قوس قزح ہے ہر شعاع مہر سے ناوک ، فلک پر بھی کسی کی ضو کا عنوان رام نومی ہے  
 کماندار ازل کی جلوہ بازی ہے اجدھیا میں ، ظہور نور حق کی صبح خداں رام نومی ہے  
 بچھی ہیں خاک کے ذروں میں آنکھیں دیوتاؤں کی ، نقوشِ پائے رگمیر سے چراغاں رام نومی ہے  
 زباں پر رام نام آتے ہی ہو جاتا ہے دل روشن ، ضیائے معرفت سے کیف سماں رام نومی ہے  
 نظر آتا ہے مجھ کو ہر طرف کوئی دھنش دھاری ، لئے زد میں مرا انبارِ عصیاں رام نومی ہے  
 مرے پاؤں کی بستی پر وہ گنی بان برسے ہیں ، مرے لب پر تنہا ہے گل بداماں رام نومی ہے  
 کسی کے پائے اقدس پر مرے سجدے ترپتے ہیں ، جبینِ عجز پر مصروفِ احساں رام نومی ہے

عبادت سے نہیں کم شوخ مجھ کو شاعری میری

تصور کے لئے تصویرِ جاناں رام نومی ہے



## نہراکار سے ساکار

آتم درشی باوا یگانہ سنگھ جی بیدی اُجھانی کی قلم سے

سم سام وید کی طلبگار شاگھا **सत्त्वकार शागहा** کہیں اُپنشد میں سنتے ہیں کہ برہمن نے جو آتما ہے دیوتاؤں کو اُسروں پر فتح دی۔ جب اس طرح برہمن نے دیوتاؤں کو اُن پر فتح دی تو وہ فخریاب ہو گئے۔ اور انہوں نے کلبھ (انہکار) کیا۔ کہ یہ فتح ہماری ہے۔ کیوں نہ ہم اپنی بڑائی کریں ہم تو بڑائی کے لائق ہیں۔ کون ہے جو ہماری طاقتوں کا مقابلہ کر سکے۔

جب برہمن پر ماتا نے ان کا کلبھ (انہکار) دیکھا تو اُسے ٹوڑنے کے سنکھ سے یکیش **यक्ष** کے روپ میں وہ مجھ ہو کر آیا۔ (یعنی وہ نہراکار سے ساکار روپ ہو کر برگٹ ہوا) دیوتاؤں نے جن کی بدھی انہکار سے ملن ہو چکی تھی اور ساکار برہمن کو نہیں مانتے تھے۔ انہوں نے پر ماتا کو جو یکیش روپ میں برگٹ سوا تھا۔ نہ پہچانا۔ انہوں نے اپنے پرودھان دیوتا یعنی اگنی دیوتا کو کہا کہ اے جات وید **जात वेद** اس کو جالو کہ یہ کرن یکیش ہے۔ اُس نے کہا اچھا تب وہ اُس کے پاس گیا۔ ابھی اگنی دیوتا نے کچھ نہیں کہا تھا کہ یکیش بولا کہ تو کون ہے۔ جولا دھڑک یہاں آیا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں اگنی دیوتا ہوں۔ اور جات وید میرا نام ہے۔ کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ یکیش نے کہا کہ تم میں فخر کیا ہے؟ اور کیا طاقت ہے؟ اگنی دیوتا نے جواب دیا کہ اگر میں چاسوں توں بھر میں جو کچھ بھی پریتھی پر ہے جلا کر راکھ کر دوں۔ یکیش نے ایک تنکا اُس کے آگے رکھ دیا۔ کہ اس کو جلاؤ۔ اگنی دیوتا نے اُس تنکے کو جلانے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا لیکن تنکے کو نہ جلا سکا۔ اس لئے ڈرا اور اپنے آپ کو بے طاقت جانتا ہوا واپس آیا۔ اور دیوتاؤں کو کہا میں نہیں جان سکا۔ کہ یہ کون یکیش ہے۔ میں تو اس کے آگے کمزور بلکہ بے زور ٹھہرا ہوں۔

پھر انہوں نے ہوا کے دیوتا کو کہا کہ اے مات رتھو! تم جاؤ اور یہاں لو کہ یہ کون ہے جو یکیش کے روپ میں ظاہر ہوا ہے۔ اُس نے کہا اچھا تب وہ اُس کے پاس گیا۔ ابھی ہوا کے دیوتا نے کچھ نہیں کہا تھا کہ یکیش بولا کہ تو کون ہے؟ جولا دھڑک یہاں آیا ہے؟ اُس نے کہا میں ہوا کا دیوتا ہوں۔ اور مات رتھو! میرا نام ہے کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ یکیش نے کہا کہ تم میں کیا فخر ہے اور کیا طاقت ہے بتلاؤ؟۔ والو دیوتا نے جواب دیا کہ جو کچھ زمین پر ہے۔ اگر میں چاسوں تو وہ میں اڑا دوں۔ یکیش نے ایک تنکا آگے رکھا۔ اور کہا اُسے اڑا دو۔ اُس نے جہاں تنکے کو دھڑکا۔ اُسے اڑانا چاہا لیکن نہ اڑا سکا۔ اس لئے ڈرا اور اپنے آپ کو بے طاقت جانتا ہوا واپس آیا۔ اور اُن سے کہا کہ میں نہیں جان سکتا کہ یہ یکیش کون ہے۔ میں تو اس کے آگے کمزور بلکہ بے زور ٹھہرتا ہوں۔

پھر انہوں نے اپنے راجہ اندر کو کہا کہ اے سبگوں! تم ہی اسے جالو کہ یہ کون یکیش ہے۔ اُس نے کہا اچھا تب وہ اُس کے پاس گیا۔ ابھی وہ نہیں پہنچا تھا کہ وہ یکیش اندر دھان ہو گیا۔ کیوں کہ وہ اُسے اپنا دشمن دینا بھی نہیں جانتا تھا کیوں کہ اسکو اندر (دیوتاؤں کا راجہ) ہونے کا انہکار تھا۔ اس لئے اس کی زیادہ حقارت کرنے کا خواہاں تھا (پر ماتا تو انہکار کسی بھی قیمت پر منظور نہیں ہے) اس لئے پر ماتا یکیش کی جگہ اب ایک دیوی کی شکل میں برگٹ ہو گیا۔ اندر نے دیکھا کہ ابھی تو یہاں یکیش دکھائی دیتا تھا۔ اب اسی جگہ بڑی طاقتور عورت اُما (بارہتی) دکھائی دیتی ہے جو ہم سب کی مال ہے۔ یہ کیا تعجب ہے؟۔



تب اندر ذرا آگے بڑھا اور اس سے پوچھا کہ اسے مال بیدار کبیش کون تھا۔ اس نے کہا بیٹا! یہ برہم (دیرپا) تھا۔ جس کے غافل تم اسروں پر فتحیاب ہوئے۔ اور جس فتح کے سبب تم فخر اور تکبر کرتے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے اہل تمہاری طاقتیں اپنی نہیں۔ بلکہ سب اسی کی دی ہوئی ہیں۔ تمہارا تکبر (اسنکار) دُور کرنے کے لئے پرانا تھا ہی یہ رُپ دھارن کیا۔ وہ اپنے بھگتوں کو راہ راست پر لانے کے لئے یا ان کی رکھشا کرنے کے لئے اس سنار میں پرگٹ ہوتا رہتا ہے۔ وہ سر و شکیمان ہے۔ اس میں سب قدرتیں موجود ہیں۔ وہ نہ کاہے۔ لیکن اس کا ساکار رُپ میں پرگٹ ہو جانا ایک کھیں سا ہے۔ اس میں شک کرنے والے ناواقف ہیں اور اس کی طاقتوں سے بے خبر ہیں۔ وہ کیا نہیں کر سکتا۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ سب مایا اس کے ادھین ہے۔ وہ مایا کا سوامی ہے۔ اور بڑا بھاری چادوگر ہے تم دیوتاؤں نے اس کی طاقت کو نہیں سمجھا۔ اور وہ خواہ مخواہ اپنی طاقت کا اسنکار کیا۔ اب تم نے سمجھ لیا کہ دراصل تمہاری کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔ تم میں جو طاقت ہے۔ وہ سب اُسی کی ہی بخشی ہوئی طاقت ہے۔ وہ سب کی پشت پناہ سرب شکیمان سرب دیاپک سب کا آتما سب سے بڑا ہے جسے چاہے فتح دے جسے چاہے شکست دے۔ اُسی کے سب چتر اور اسی کا سب ولاس ہے۔

دیوتاؤں نے مانا آما (پارتی برہم دویا) سے پوچھا کہ مال اِکسی طرح اُسے ہم ہمیشہ بھی دیکھیں۔ اور پاویں؟ اُس نے کہا۔ بیٹا! اُس کا پانا بڑا مشکل ہے۔ یہ تو جس طرح ہی چلتی ہے۔ اُسی طرح چکنا اور خفی ہو جاتا ہے۔ جو بادل اور بجلیاں چلتی ہیں۔ اُن سب میں ہے۔ اور یہی اُن سب میں آیا چکنا ہے۔ اور وہ ہی تمہارا اسنکار (تکبر) توڑنے کیلئے آنکھ کی چمک کی طرح بھم ہو کر آیا تھا۔ اچیشم زون میں اندر دھان ہو گیا تھا یہی اس کا ادھی دپو مرتبہ ہے۔ لیکن اس طرح اس کا دیکھنا واقع میں اُس کا وصل نہیں۔ وصل کی وجہ دوسری ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جس طرح باہر سب میں دیاپک ہے۔ اُسی طرح یہ تمہارے اندر بھی دیاپک ہے۔ جب تم اندر تکہ ہو کر اُسے اپنا آتم رُپ مان کر پہچانو گے تو وصل پاؤ گے۔ ورنہ بڑی بھگتیوں اور بڑے پنوں سے اپنے بھگتوں اور معتقدوں کے لئے یہ کبھی کبھی جلی کی چمک کی طرح یا آنکھ کی چمک کی طرح ختم ہو آتا ہے۔ اور اندر دھان (اور شیم) ہو جاتا ہے۔ مگر وصل چاہو تو اپنے اندر منو بڑیوں کو دیکھو۔ یہ جو من میں سنکپ لٹتے ہیں۔ اُس میں ساکھشی آتما کا نور منعکس ہوتا ہے۔ یہی اُس کا ادھیاتم سر دیپ ہے۔ اسے جو پہچاننا ہے۔ اور اپنا آتما جاننا ہے۔ اُس سے وصل پاتا ہے۔

آما پارتی نے پھر فرمایا۔ کہ جو ایشور کو اپنا آپ (آتما) سمجھ کر بھن کرتا ہے کہ "میں برہم ہوں" وہی اس کو پاتا ہے۔ یہ تکبر نہیں بلکہ اس کی کبریا ہی ہے۔ وہ جو تم نے فتح پانے میں فخر کیا تب تیرے۔ اور آہم برہم اِسنی۔ کا ابھاس کرنا یہ اُس کی کبریا ہی ہے۔ اور یہی اس کی سچی اپنا سنا ہے۔ اُسی طرح آما دیوی نے دیوتاؤں کو تکبر اور کبریا میں فرق کر دکھایا۔ اور فرمایا۔ کہ اُسی کبریا کا شعل کرو۔ اور اس شعل میں شمع۔ دم۔ تپ۔ نیک اعمال اور ویدوں کا پُرھنا۔ یا نکرود۔ تو تمہارے اندر میں ہی نکر اور غودے (یعنی آتم چنن کے ابھاس سے) آتم رُپ ہو کر دکھائی دے جائے گا۔ اور اُس سے وصل پا جاؤ گے۔ میں اُسی طرح اُس سے وصل پاتی ہوں۔ اور تم سب (دیوتا) اُسی سبب سے میری بھوتیاں (شائیں) ہو۔ اور جو ایسا جانتا ہے۔ اپنے پاپ دور کر کے سورگ لوک میں ابدی رہتا ہے۔ ایسی تعلیم دے کر پارتی بھی اندر دھان ہو گئی۔

دیوتاؤں نے پارتی کے فرمانے کے مطابق شمع۔ دم۔ تپ اور جپ شروع کر دیا۔ جب جپ اور تپ کر کے ساوہن کمپن ہوئے تو ست سنگ کی مجلسیں کر کے اپنے اندر اُسے تلاش کرنے لگے۔ اور یہ قاعدہ ہے۔ "جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے" پھر انہوں نے اُسے پالیا۔ اور کبریا میں داخل ہو گئے۔ جس طرح انہوں نے مجلسوں میں اُسے غور کر کے پایا وہ بھی اب سیکھے۔

انہوں نے یوں سوچا۔ کہ کس کی منشا ہے چلایا ہوا یہ من سنکپ دکھپ کرتا ہے؟ اور کس کی مرضی سے یہ پران چلتا ہے۔ اور سانس اندر باہر جاتا ہے؟ اور کس کے حکم سے یہ کلام بات چیت کرتا ہے؟ کون سی فحش ہے؟ جو آنکھ اور کان میں پردیش کر کے اُن کو دیکھنے اور سننے کی شکتی دیتی ہے۔



سوچتے سوچتے انہیں یہ اہام ہوا کہ وہ کان کا کان اور من کا بھی من ہے اور کلام کا کلام پران کا بھی پران اور آنکھ کی بھی آنکھ ہے۔ اس طرح جو اُسے جانتا ہے۔ قید بشریت سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور یہاں سے جاتا امرت ہو جاتا ہے۔ بشرتی (دو بند غفلتی) جو کلام سے نہیں کہا جاسکتا بلکہ جس سے کلام بولتا ہے۔ اُسے برہم جالو۔ یہ برہم نہیں جسکی تم بندگی کرتے ہو جو من سے نہیں سوچا جاتا بلکہ جس سے من ہو جاتا ہے۔ اُسے تم برہم جالو۔ یہ برہم نہیں جسکی تم بندگی کرتے ہو جو آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا بلکہ جس سے آنکھیں دکھتی ہیں اُسے تم برہم جالو۔ یہ برہم نہیں جسکی تم بندگی کرتے ہو جو کانوں سے سنائی نہیں دیتا بلکہ کان جس سے سنتے ہیں اُسے تم برہم جالو۔ یہ برہم نہیں جسکی تم بندگی کرتے ہو جو ناک سے سونگھا نہیں جاتا بلکہ ناک جس سے سونگھتی ہے اُسے تم برہم جالو۔ یہ برہم نہیں جسکی تم بندگی کرتے ہو اب ہم اتنا سمجھ رہے ہیں کہ جو امر شرعی کہتی اور انوکھو سے ثابت ہو۔ وہی ٹھیک ہوتا ہے۔ اہم برہم اہمی میں برہم ہوں یہ وید (شرقی) کا مہاداکم ہے۔ جو کہ دانوں کے انوکھوں سے آچکے ہیں۔

اس پر انکار دینے میں رُوح قدس کا انکار ہے۔ اور وہ جواشور (خدا) کا گناہ کرتا ہے۔ صاف ہوگا۔ مگر وہ جو رُوح قدس یعنی آتما کا گناہ کرتا ہے۔ کبھی صاف نہ ہوگا۔ اور اسی کو آتما ہتیار یعنی آتما کی حقارت کرنے والا کہتے ہیں۔ وید کا منتر حکم کرتا ہے۔ کہ وہ جو اپنے آتما کی حقارت کرتا ہے۔ کہ "میں پانی ہوں۔ گناہگار۔ بندہ یا غلام ہوں" اُن آندھ تم (ناریک اندھیرے یعنی لشدھ یونیوں) لوگوں کو مرکز پر اپت ہوتا ہے۔ جہاں سے پھر نجات کی امید نہیں۔ بشرتی کے علاوہ سمیڑیوں میں بھی آیا ہے۔ کہ سب گناہوں کا کفارہ (پراشچت) تو شاستر نے لکھا ہے۔ لیکن آتما کی حقارت کا کفارہ نہیں نہیں لکھا۔ اس لئے ہرگز اپنے آتما کی حقارت نہ کرو۔ یعنی یہ مت کہو کہ میں بندہ ہوں میں گناہگار ہوں۔ میں عاجز ہوں۔ بلکہ ہمیشہ میں شعل کرو۔ کہ میں برہم ہوں۔ میں (یہ بھوتک شیر نہیں بلکہ) ست چت آندھروپ آتما ہوں۔ یہ شیریر یا شوان ہے لیکن مجھ آتما کا بھی ناش نہیں۔

ایسا اجمیاس کرنے سے موت کے وقت یدوت نزدیک نہیں آسکتے۔ بلکہ بھاگ جلتے ہیں۔ اسی آپاسنا کے سبب دیوانہ سرنگ ملتی ہے۔ اور برہم لوک میں خود برتھا جی اُسے برہم دیا کا اپدیش کرتے ہیں۔ اور وہ جنم مرن کے چکر سے ہمیشہ کے لئے نجات پا جاتا ہے۔

ہمیشہ ہے حاضر نہ گزر چکا ہے

جہاں دکھتا ہوں خدا ہی خدا ہے  
خدا سے نہیں چیز کوئی خدا ہے  
جواں اور آخر خدا ہی خدا ہے  
تو اب بھی وہی کون انکے سوا ہے  
میاں میں نہ گزردہ غیر طر ہے  
کس اب دانش زمین دھوا ہے  
خدا ہی کا فرشتہ الہی خطا ہے  
ہمیشہ حاضر نہ گزر چکا ہے  
کہاں سکے دور اور خدا دھوٹا ہے  
جسے تم سمجھتے ہو دُبا ہے غافل  
صفا کی تین ٹہاڑوں سے دیکھو  
ہی چیز ذاتی ہی ہے صفاتی  
حرف الیقین میں دو سو لہا ہے  
مگر وہ سوتی سے سب اکتا ہے  
نہیں پیدا ہوتا نہیں کچھ فنا ہے  
ہر ایک چیز سچی میں اپنی ہے قائم  
نہیں ہوتا ہرگز فنا کا فنا بھی  
دھرم دس سمجھے گا وہ بات میری  
دنی سے کیا جس نے دل کو مٹا ہے۔



# رام جنم

بھگوان رام۔ دشمنوں کا اوتار تھے۔ ان کا جنم نہیں ہوا۔ بلکہ وہ پرگٹ ہوئے۔ ہمارا جہ دشمنی اور کوشلیانے جو اپنے پہلے جنم میں ایشور کا روپ کے تمام سے دکھیات ہیں۔ نے گھوڑ تپ کیا۔ ان کے تپ سے بھگوان پرشن ہوئے اور کہا کہ ورا مانگو۔ انہوں نے کہا کہ ہے بھگوان ہمیں اپنے جیسا پتر بردان کرو۔ بھگت و نسل بھگوان نے کہا۔ کہ میں اپنے سماں دوسرا کہاں جا کر تلاش کروں۔ اسلئے خود ہی آکر تمہارا پتر بنوں گا۔ (بھگوان جیسا اور ہوبھی کون سکتا ہے)۔ اسی ور کے مطابق منو اور شت روپا دوسرے جنم میں ہمارا جہ دشمنی اور مہارانی کو شلیا بنے۔ اور بھگوان دشمنی رام کے روپ میں اُن کے پتر کہلائے۔ وہ اور جیوؤں کی طرح مایا کے ادھین ہو کر سنسار میں نہیں آئے۔ بلکہ مایا کو اپنے ادھین کر کے چتر بھجی روپ میں پرگٹ ہوئے۔ مہارانی کو شلیا نے اُن کی استی کی۔ اور پرا رخصتا کی۔ کہ اس چتر بھجی روپ کو چھوڑ کر اتی پیاری بال میل اکریں جس سے مجھے سکھ اور اتند پر اپت ہو۔ بھگوان نے انہیں پورے جنم کی کتھا کہہ کر سمجھا یا۔ کہ آپ کے تپوں کے کارن میں آپ کے ہاں پتر روپ سے ہوا ہوں۔ اب میں غمار سے کہنے کے موجب بال میل کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بالک روپ ہو کر رونا شروع کر دیا۔ جو لوگ بھگت اور شردھا سے رشتا ہیں۔ اُن کو بھگوان کے اوتار دھارن کرنے اور شش میل کرنے پر ششکائیں اٹھتی ہیں۔ کہ سر و شکتیمان پر بھو کیے عشش ہو سکتے ہیں۔ وہ تو زار کار ہیں۔ اُن کا کوئی آکار نہیں۔ اسلئے اُن کا جنم نہیں ہو سکتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسے اعتراضات دیکھے ہی کرتے رہیں۔ کیونکہ اُن کو ایشور کی سچی بھگت پر اپت نہیں ہے۔ لیکن ایشوری مہا (ایشوری کی) کو اُلو بھو کرنے والے ایشور کے انتہ بھگت کو یہ ششکا نہیں اٹھتی۔ وہ تو پرا مانا کوسرو بیایک اور سر و شکتیمان مانتا ہے۔ اور اس کو نیتیا میں کہے گئے بھگوان کا فرمان یاد ہے۔ کہ جب بھی دھرم سے لوگ متنفر ہو جاتے ہیں۔ اور باپ بڑھتا ہے۔ تب تب میں دھرم کی استھاپنا بھگتوں اور سنتوں کی رکشا اور دُشٹوں کا سنگھار کرنے کے لئے پرگٹ ہوتا ہوں۔

بھگوان نے جب کرشن روپ میں اوتار لیا۔ تو مایا دیوی کو بھی چتر بھجی دشمن روپ میں پرگٹ ہو کر دشمن دیئے۔ اور کہا کہ اُن کو کوئل میں مانا جس کو ہا کے ہاں پہنچا دینا۔ چنانچہ دسویں دیوی جب اُن کو بالک روپ میں سربرا اٹھا کر چلے۔ تو جیل خانہ کے تمام دروازے خود بخود کھل گئے۔ اور تمام پہرہ دار گمری نیند میں سو گئے جب دسویں دیوی نے جو دھوا جی کی لڑکی جو کہ مایا متی۔ اس کو اٹھا کر واپس آئے تب تک پہرے دار سوئے پڑے تھے۔ جب وہ جیل خانہ کے اندر داخل ہو گئے۔ تب ہی پہرہ دار جاگئے اور خود بخود دروازے بند ہو گئے اور قفل لگ گئے۔ اور کسی کو بھی اس سالہ کی خبر نہ ہو سکی۔ بس نے سمجھا کہ دیوی نے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ یہ بھگوان کا معجزہ تھا۔ اسلئے کہا ہے کہ بھگوان کا جنم دُوبہ اور اولک ہوتا ہے جس کو صرف بھگت جن ہی جان سکتے ہیں۔ دوسرے نہیں۔

آنتاب دھرم جب چھپتا ہے گہری غار میں - پھیلتی ہیں پاپ کی تار یکیاں سنسار میں  
خون ہوتا ہے عدل کا راجہ دربار میں - تپتے ہیں بڑھتی ہیں بد معاشوں کی ہر بازار میں  
عنصری قالب میں آکر مالک ہر دو جہاں  
دور کر دیتا ہے پر مٹوئی پر سے سب بارگراں



سنت نئی دس جی بھگوان رام کے جنم کا جس غوی سے رام جرت مانس میں وزن کیا ہے۔ وہ اپنی نظیر آپ ہے وہ تحریر فرماتے ہیں۔

جوگ لگن گرہ بار تھقی شکل بمے اٹو کوئل

چر اور اچر ہرش جت رام جنم سکھ مول

یوگ لگن گرہ وار اور تھقی سبھی اٹو کوئل ہوئے۔ جڑ اور چیتن سب ہرش سے بھر گئے۔ کیونکہ رام کا جنم سکھ کا مول ہے

نومی تھقی مدھو مانس پینیا

مدھیبہ دوس آتی سیت نہ کھیا ما

پوترجیت کا مہینہ تھا۔ نومی تھقی بھقی شکل کش اور بھگوان کا سارا ابھی جت سندھوورت تھا۔ دہر کا سے تھا۔ نہ بہت سردی تھی۔ نہ گرمی تھی۔ وہ پوتر سے سب لوگوں کو شانتی دینے والا تھا۔

سیتل مند شرمی ہمہ باوؤ

بن کسمت گری گن نامنی آرا

شیل مند اور سنگدھ پون چل رہا تھا۔ دیوتا پترن تھے۔ اور سنتوں کے من میں بڑا چاؤ تھا۔ بن پھولے ہوئے تھے۔ پرتوں کے سموہ بیوں سے جگمگا رہے تھے۔ اور ساری ندیاں امرت کی دھارا بہا رہی تھیں۔

سو او سر برنجی جب جانا

لگن بل سنکل ستر جو تھا

جب برسا جی نے بھگوان کے پرگٹ ہونے کا سمعہ جانا۔ تب ان کے ساتھ سب دیوتا بمان سجا سجا کر چلے۔ نزل آکاش دیوتاؤں کے سموہوں سے بھر گیا۔ گندھروں کے دل گتوں کا گان کرنے لگے۔

برشیں شمن سو کھلی سا جی

مستی کر ہیں ناگ مٹی دیوا

اور سندر انجلیوں میں سجا سجا کر ٹپ برسلے لگے آکاش میں گھٹم نگارے بجنے لگے ناگ مٹی اور دیوتا مستی کرنے لگے۔ اور بہت پرکار سے اپنی اپنی سیوا (انہار) بھینٹ کرنے لگے۔

سرموہ بستی کری بنجے نچ رنج دھام

جگنواس پر بھو پر گئے کھل لوک و شرام

دیوتاؤں کے سموہ بستی کر کے اپنے اپنے لوک میں جلیپنے۔ سست (سب) لوگوں کو شانتی دینے والے جگد آدھار پر بھو پرگٹ ہوئے۔

بھئے پرگٹ کر پالا دین دیا لا کوشلیا ہنکار

ہر شت ہتاری مٹی من ہاری ادبھت رپ بچاری

لوچن ابھی راماتو گھنیا مانج آو دھہ بیج چاری

بھوشن بن پالانین بسا لا سو بھا سندھو کھاری

دینوں پر دیا کرنے والے کو شلیا جی کے ہتکاری کر پاو پر بھو پرگٹ ہوئے۔ بیوں کے من کو ہرنے والے کے ادبھت رپ کا دھار کر کے مانا ہرش سے بھر گئی۔ نیتروں کو آند دینے والا میکھ کے سمان شری تھا۔ چاروں بھال میں اپنے خاص آیدھ (گدا پدم سکھ اور کپڑا دھارن کے ہوئے تھے۔ دویہ آجوشن اور بن بالا پہنے تھے۔ بڑے بڑے نیتر تھے۔

دویہ آجوشن اور بن بالا پہنے تھے۔ بڑے بڑے نیتر تھے۔



پیرکار شو بھلے کے سندر اور کھر رکھش کو مارنے والے بھگوان پر گٹ ہوئے۔

کہہ دوئی کر جو رہی استی توری ہی بدھی کروں انتا  
 مایا گن گیان ایتیت امانا بید پیران بھنتا  
 کرؤنا سکھ ساگر سب گن اگر جی کا نوں شرتی سنتا  
 سو مہم ہت لاگی جن اورا گی بھو پر گٹ شری کنتا  
 دونو ہاتھ جوڑ کر مانتا کہنے لگی ہے انتا ! میں کس پیرکار تمہاری استی کروں۔ وید اور پیران تم کو مایا گن اور گیان  
 سے پرے اور پیریاں ہت بتلاتے ہیں۔ شرتیاں اور سنت جن دیا اور سکھ کا سندر سب گنوں کا وہام کہہ کر گمان کرتے ہیں۔  
 وہی بھگتوں پر پریم کرنے والے لکشی پتی بھگوان میرے کلیان کے لئے پر گٹ ہوئے ہیں۔

پیر ہاتھ لگا یا نرمیت مایا روم روم پرتی وید کہے  
 تم آرو سو باسی یہ آپ باسی سنت دھرمی بھرت نہ رہے  
 آپکا جب کیا نا پر بھو مسکانا چرت بہت بدھی کس چہ  
 بھی تھھا سو ہائی مائو بھجانی جی پرکار سنت پریم کہے  
 وید کہتے ہیں کہ تمہارے ہر ایک روم میں مایا کے رہے ہوئے انیکوں برہما ڈوں کے سموہ بھرے ہیں۔ وہ تم میرے گر بھ ہیں  
 رہے۔ اس نئی کی بات کے سننے پر دھیر (دوہی) پرشوں کی بھٹی بھی وچلت ہو جاتی ہے۔ (یعنی وہ بھی بھرم میں پڑ جاتے ہیں)  
 جب مائو گیان آپن ہوا تب پر بھو مسکاے۔ وہ بہت پیرکار کے چرت کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے پورب جنم کی سندر تھھا کہہ  
 کر مائو کو سمجھا یا جس سے انہیں پترکار پریم برپا ہوا (یعنی بھگوان کے پرتی۔ پتر بھاد ہو جائے)

ماتا پتی بولی سو مٹی ڈولی تجھونات یہ روپا  
 کیجے سسٹو لیلانی پر یہ سیدلہ سکھ پریم اوبا  
 شنی بجن سچانا رودن تھانا ہوئی بالک سر سچو یا  
 یہ چرت جے گانوں ہری پد پاویں تے نہ پریں بھو گونا  
 مائو کی وہ گیان بدھی بدل گئی۔ تب وہ پھر بولی ہے تات ایہ روپ چھوڑ کر ایتیت پر یہ بال لیا کرو۔ میرے لئے یہ سکھ  
 پریم اوبہم ہوگا۔ مائو کا یہ بجن سن کر دیوتاؤں کے سوامی سچان بھگوان نے بالک روپ ہو کر رونا شروع کر دیا۔ تلسی دس جی کہتے ہیں جو  
 اس چرتکار شردھا اور پریم کے ساتھ گان کرتے ہیں۔ وہ شری ہری کو برپا ہوتے ہیں۔ اور پھر سندر روپی کونیں میں نہیں گرتے۔  
 دو پا - زپر دھیشو سر سنت ہت لینے منج اوتار

برہمن گنو۔ دیوتا۔ اور سنتوں کے لئے بھگوان نے منش کا اوتار لیا۔ وہ گیان مئی ملنا مایا اور اس کے  
 گن (سنت۔ راج۔ تم) اور باہری تھھا بھتیری اندریوں سے پرے ہیں۔ ان کا دویہ شریر اپنی اچھا ہی سے بنا ہے  
 (کسی کرم بندھن سے پرورش ہو کر تر گنا تک بھو تک پدارتھوں کے دوارا نہیں)  
 ایڈیٹر

تلسی رامائن اردو مجلہ بال تصویر جو چوہاٹیاں اور ترجمہ قیمت مارے دس روپہ۔ لیکن ان کی خوشی میں جو اپریل ۱۹۶۴ء تک ایک روپہ کی حد  
 رعایت۔ ڈاکٹر جے بدم خدیار۔ مینے کا پتہ۔ دفتر رسالہ اوم اندرون امیری گیٹ دہلی ۱۱



## رام بھجن

از قلم شری نوبت رائے جی شوخ

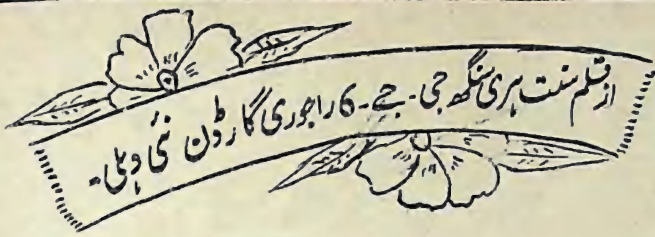
رام بھجن تو کھ بھجن ہے رام بھجے سکھ ہوت \* ہر ہر سانس جگلیے رام نام کی جوت  
 رام ہی اپنا آپ ہے چھوڑ پرانی آس \* رام جھو کہ رام کا یا گھٹ رام نواس  
 ایسا سمن سادھیئے نام چپے ہر سانس \* پھر پنجرے ڈالتیں نہیں ہاڈوچام اور نانس  
 بڑ بھاگی وہ جیو ہے جا کو نام آدھار \* سمر سمر من رین دوس رام ہی بار بار  
 سمن ہی چت میں ہے جب لگ تن میں سانس \* نام سدرشن رام کا کاٹے جم کی پھانس  
 جونت سمرے رام کو نر بڑ بھاگی سوئے \* نام اجالا رام کا گھٹ میں درشن ہوئے  
 مانس تن بھی پائے کے جو سمرے نا رام \* ایسے موہت جیو کے برحقا سائے کام  
 سولی کا کاٹا کریں کانٹے کو بھی پھول  
 شوخ تو ایسے رام کو ایک گھڑی مت بھول

## کتاب پرانا پیام اور آسن پر اخبار پرتاپ کی رائے

روزانہ پرتاپ اپنی اشاعت موضع یکم اپریل ۱۹۶۲ء میں لکھا ہے۔ کہ پرانا پیام اور آسن سوامی بھولا ناتھ سرن پور تھلہ کی تازہ ترین تصنیف ہے اس میں سوامی جی نے انسانی صحت اور تندرستی و توانائی کو برقرار رکھنے اور جسم کو طرح طرح کی بیماریوں اور لاکھوں سے بچانے کی راہ و معرفت پر گمازن ہونے والوں کی رہنمائی کے لئے یوگ کے آسنوں اور پرانا پیام کے اصولوں اور مرحلوں کا نہایت تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اور یہ بھی بتایا کہ کو کونسا آسن کن بیماریوں کو شفا دے سکتا ہے۔ آج جبکہ ہمارے پیش میں ہر طریق علاج مہنگا ہونا جا رہا ہے۔ اور دواؤں میں ملاوٹ روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ چپے میں اپنی صحت برقرار رکھنے کے واسطے قدرت سے رجوع کرنا ہو گا۔ اور یوگ کے آسن قدرتی علاج کا بہترین طریقہ ہیں۔ اس سلسلہ میں سوامی جی کی یہ تصنیف لوگوں کی بید رہنمائی کر سکتی ہے اور ان کیلئے گھر کے دیگر طبی حیثیت رکھتی ہے۔ چونکہ سوامی جی اپنی زندگی میں یوگ کے مختلف مراحل کا مادیانہ سے طے کر چکے ہیں۔ اسلئے انہوں نے عملی تجربات سے حاصل ہونیوالی قیمتی معلومات کو عوام کے نامہ کیلئے قلمبند کر دیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ یوگ کے کس مقام پر کس قسم کی ذہنی کیفیت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اور اس کا رد عمل کیا ہوتا ہے۔ اور کس قسم کی حالت میں بہت سے لوگ مایوس ہو کر اس سے دست بردار ہو جاتے ہیں۔ جبکہ انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ مختلف آسنوں کے طریقوں اور تفصیل کے علاوہ کتاب میں تصاویر بھی دی گئی ہیں جن سے اسکی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ سوامی جی نے زبان بڑی عام فہم استعمال کی ہے جسکی بدولت معمولی پڑھے لکھے افراد بھی بخوبی استفادہ ہو سکتے ہیں۔ سوامی جی کی یہ تصنیف اپنی پہلی تین تصانیف موت اور زندگی تین حصوں کی طرح عوام کیلئے بڑی اہمیت رکھتی ہے اور ذہنی سکون اور متلاشیان حق کیلئے تو اس کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ ۵۸ صفحات ہیں قیمت دو روپے۔

ملنے کا پتہ :- بالو پور شو ق م لال انکروال دانہ منڈی کپور تھلہ۔ (پنجاب)





# پریت رام

دھارنا :-

رام سیوں کر پریت سے من -

”رے من رام سیوں کر پریت“

شرون گو بند گن سٹو اور گاؤ رن گیت - کر سادھ سنگت سمر مادھو ہو دیت پتیت  
کال دیال جیوں پر لوڈو لے نکھ پارس میت - آج کال پھن تو ہے گرس ہے سمجھ راکھو پتیت

کہے نانک رام بھج لے جات او سر بیت (سورٹھ محلہ ناول)

”پریت جان لیون ماہیں“ اس گورو بانی کے انوسار ”پریت رام“ من کے اندر ہے۔ باہر نہیں۔ یا پھر دہاں ہی دوسری جگہ اسی بات کو نشیدھ تکھ سے درٹھ کرتے ہوئے کہا گیا۔ ”باہر ڈھونڈ لے سو بھرم بھلا میں“ اس لئے اس پریتیم کی کھوج من کے اندر ہی کرنی چاہیئے۔ اسی طرح اوپر والے شبد میں بھی اسی بات کو سمکھش میں رکھ کر ناولین گورو تیغ بہادر صاحب اپنے من کو ہی اپدیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ”رے من رام سیوں کر پریت“ کہ اے میرے من پریت رام کے ساتھ ہی تو پریم کر۔ چونکہ ”वहवोऽस्मिन् परुषे कामाः“ اس شرتی کے انوسار اس پرش میں اشنت کا مشائیں بھری رہتی ہیں جن سے جلدی خلاصی پانی شگم نہیں۔ گورو جی اپنے من کو ہی لکھش کر کے تمام پر جا کو اپدیش کرتے ہیں۔ کہ لے پر جا۔ تو رام سے ہی پیار کر۔ لیکن اتنے مائر اپدیش سے وہ من جس کے اندر نادادی کال سے وشے واسنائیں بھری پڑی ہیں۔ کب یکدم وشیوں سے ہٹ کر پریت رام سے پریت کر سکتا ہے اس لئے گورو جی ایک و پریت پرورتی کو ٹٹلنے کے لئے اور اسے رام پریم میں جوڑنے کیلئے ”کی“ ایک سادھنوں کو اسی شبد میں سکیت کرتے ہیں۔ چونکہ جب تک ان سادھنوں کا انوشٹھان نہ کیا جاوے بعض سُن لینے پر کہ رام سے پریت کرنی چاہیئے۔ کوئی رام پریم نہیں کرنا۔ اور نہ ہی اناتم پریتی کا تیاگ ہی کرتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان سادھنوں کو بھی کچھ مدت کیلئے کیا جاوے۔ اب ان سادھنوں کو بھی سنئے۔ چنانچہ وہ یہ ہیں۔

۱، ایثور گن شرون ۲، ایثور گن گھائن ۳، ایثور سمرن ۴، سادھو سنگستی - اور ۵، مرتیوکی یاد - اب اسے دستار کے ساتھ سنئے۔ (۱-۲) سب سے پہلے گورو جی نے پریت رام میں شددھ پریم اتین کرنے کے لئے ایثور کے گنوں کا شرون اور گھائن ہی مکھ سادھن بتلایا ہے۔ ویسے تو گھائن اور گھائن ہی پردھان مانے جاتے ہیں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے وہ نہ بن سکے۔ تو پھر شرون تو عین ضروری ہے۔ بلکہ جان لو کہ شرون اور گھائن سے بھی کیرتن کے ٹروپ میں گھائن اور بھی اعلیٰ ہے۔ کیونکہ کیرتن سے جو پت کی ایک گرتا پر اپت ہوتی ہے۔ وہ شرون اور گھائن سے نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کیرتن کو بھگتی سپہر دئے دالوں کے ہاں ایک خاص ستھان ہے۔ ”کیرتن بڑو تک ہیرا“ یوں کیرتن کی تعریف بھی گورو بانی میں ہوتی ہے۔ اور نہ صرف ایک استہتی ہی کی گئی ہے۔ بلکہ سوئم گورو نانک آدی گوروؤں نے اس کا شغ بھی اپنے اپنے جیوں میں کیا ہے۔ اس طرح میراں بانی، سوروس، تکارام، گرنگ بہار بھو آدی کی بھی مشائیں ملتی ہیں۔ جنہوں نے کیرتن بھگتی میں خاص چسپی لی ہے۔ اور اس کے پھل میں ایک اولک ایک گرتا اور شانتی



بھی پائی ہے۔ کیرتن کے روپ میں جو قلب کی کیسوئی ہوتی ہے۔ وہ موکھک چپ اور مالا آدمی و دارا نہیں ملتی۔ پاٹھ اور جب کیرتن کے مقابلے میں ہلکے سادھن مانے جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ سکام انوشٹھان میں چپ اور پاٹھ زیادہ اچھوٹی ہوتے ہیں۔ تو بھی تنکام ایشور بھگتی میں ہری سنگرتن کو اور اور سادھنوں کی اپیکشا پردھانتا ہے۔

دسویں بھرتیمبر سادھن پریم رام کے پریم میں گورو جی نے ایشور سمرن بتلایا ہے۔ جہاں کانوں سے ایشور کے گون کو سنا بانی سگائے کرنا بتلایا تھا وہاں چت سے سمرن کرنا پریم رام میں شدھ پریم نہیں کرنے کا اعلیٰ درجہ ہے۔ باقی جان لو کہ جب تک شرودن اور کائن مکمل نہ ہوں چت سے سمرن نہیں کیا جاسکتا۔ چت چونکہ اپنی سبھاؤ پریتی سے چنچل اور بدلان ہے۔ اس پر بھرتیمبر شرودن اور کیرتن قابو پانا عین دشوار ہے۔ اس لئے سادھک کو چاہیے کہ سمرن بھگتی پر اپنی کے لئے شرودن کھن اور گائے پر خوب زور دے۔ یوں جب ان کا شغل کچھ وقت کے لئے ہوتا ہے۔ تو چت اتنے تکھ ہونے سے ایشور سمرن خود بخود چلتا رہتا ہے۔ جسے تمام سادھنوں کا پھل ہی سمجھنا چاہیے۔

دہم، اسی طرح چوتھا سادھن سادھو سنگتی یعنی ست پرش ساگم ارتھات ست سنگ ہے۔ سو وہ بھی نیم سے کرنا چاہیئے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہر دے میں چھپا ہوا پاپ یا مل ست سنگ کے بغیر کبھی نہیں پھوٹتا۔ ست سنگ ہی ایک ایسی دستو ہے جس میں اس جو کو اپنے دشمن کا احساں ہوتا ہے۔ اور وہ اسے نرت کرتے کا پر تین کرتا ہے۔ اگر ست سنگ نہ کیا جاوے۔ تو ایک مدت تک بھی اور اور سادھنوں کو کرتا ہوا پرانی کو بلو کے میں کی طرح ایک ہی جگہ پر پڑا رہتا ہے۔ اور یہارتھ پتھ پر کچھ بھی ترقی نہیں کرتا۔ یہ بات نہایت ضروری ہے۔ کہ ست سنگ کسی اتم پرش کا ہی کرنا چاہیئے جو نہ صرف و دو ان ہی ہو بلکہ پر تیکھیل اور عالم باعلیٰ شرودتری برہمنیشھی ہو۔ جب اتم پرش کا ساگم ملتا ہے۔ تو ہر دے میں ویک آدمی سادھن بھی دھیرے دھیرے ہلنے لگتے ہیں۔ جن سے بعضی کھٹنے لگتی ہے۔ اور شدھ رام پریم بھی جاتے لگتا ہے۔ اور یہی تھا ست سنگ سے مطلوب۔

اس پر کار شرودن۔ سگائے اور سمرن۔ سادھو سنگتی سے مل کر انتہ کران کی شدھی کا کارن ہوتے ہیں۔ جس سے پریم رام میں شدھ پریم آئین ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس بات کو ”ہر دے پتت پتنت“ ان پردوں سے اوپر والے شبد میں گورو جی نے درشا ہے اور پھر نہ صرف گورو تیغ بہادر صاحب نے ہی ان ان سادھنوں کو ایشور پریم کی اپتی میں سادھن روپ سے بیان کیا ہے۔ بلکہ وہیں گورو بانی کے اندر بھگت راج رویداس جی نے بھی اسی بات پر سنگیت کرتے ہوئے دھناسری راگ میں یہ نیچے کا شبد اچارن کیا ہے۔

شرودن بانی سو جس پور راکھوں  
رسن امرت رام نام بھاکھوں  
میں تو مول مہنگی لئی جیساٹے  
بھاؤ بن بھگت نہ ہوئے تیری  
پیچ راکھو راجہ رام میری

”چت سمرن کروں میں او لوکنو  
من سو مدھکر کروں چرن ہر دے چھروں  
میری پریت گو بند سیوں جن گھٹے  
سادھ سنگت بنا بھاؤ نہیں اچھے  
کہہ رویداس ایک بنیتی ہر سیلوں

اس شبد کا سنکھشپ روپ ارتھ ہم اپنے چاہکوں کی سبھت کے لئے کہہ دیتے ہیں تاکہ ان کے اندر بھی وہی شدھ پریم کی جھلک پیدا ہو سکے۔ لہذا اسے دھیان دے کر سنیئے۔

بھگت راج رویداس جی بھگوت سے برا تھنا کرتے ہوئے فیدان کرتے ہیں کہ اسے پریشور میں چت سے تیرا سیدو سمرن کروں  
میتروں سے آپ کے دشمن کروں بشر و نروں کو آپ کے شورش سے فیدان کروں۔ من کو بھنور بناؤں۔ چروں کو ہر دے میں دھارن  
کروں۔ اور سنا سے آپ کے امرت ناموں کا اچارن کرتا رہوں۔ اسے پریم رام میری پریتی آپ میں کبھی کم نہ ہو۔ کیونکہ میں نے اپنا چودا پاپا



سمرن کر کے اسے جنگلے مول خربا ہے۔ اسے راجہ رام سا دھو سنگتی بنائ سمی پریم کا بھائو پیدا نہیں ہوتا۔ اور بھائو بنائ جنگتی نہیں ہو سکتی۔ اتاہ سیری آپ سے یہی بتی ہے کہ آپ مجھے اپنا جنگتی بھائو پر دان کر کے سیری رکھنا کریں۔  
(یہ شبد بھی کئی بار راقم کے مکان پر روی دار کے ست سنگ میں پورے سار کے ساتھ کمرن کے روپ میں گایا گیا۔ اور کی دیا کھیا بھی گئی گئی) اب پورب پر کرن پر بھر آئیے۔

اس طرح کئی ایک سا دھن مل کر ایشور پریم کی اتھی میں کارن ہوتے ہیں جیسے کہ گورو جی نے اور بھگت راج رویداس جی نے بھی اپنی اپنی منوہر بانیوں میں اوپر درشایا ہے لیکن گورو جی نے تو پہلو بہ پہلو ....

(۵) مرتیو سمرن "کو بھی اسی طرح سا دھن روپ سے وزن کیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اے جو کال روپ سرپ اپنا مکھ لپارے ہوئے تمہارے ارد گرد گھوم رہا ہے۔ اور آج کل ہی تمہیں گروس کر گیا۔ ذرا اس بات پر بھی دھیان کر لینا اور صحیح ہے۔ کہ اگر آدھی کا دھیان مرتیو پر بھی بنا رہے تو وہ زیادہ پارے نہیں پارتا۔ اور پھوٹے میں ہی اپنا منتوش مانکر ایشور بھجن میں جڑ جاتا ہے۔  
"جنہیں چلن جانیہ سے کیوں کریں وٹھا"

ایسا ایک دوسری جگہ بھی گورو گرنتھ میں وزن ہوا ہے۔ پس جہاں شردان گھٹا سمرن اور ست سنگ آدی سا دھن ایشور پرتی میں سا دھن ہوتے ہیں۔ وہاں مرتیو سمرن یعنی موت کی یاد بھی سا دھن ہو سکتی ہے۔ اتاہ سنار کھلجگن سے چھٹکا را پانے کی خواہش رکھنے والے ہر مکھشو کا کر تویہ ہے کہ وہ مرتیو کو بھی سمرن رکھے۔

یوں اس شبد میں رام پریم اور اس کی پراتی کے کئی ایک سا دھنوں کو لکھنرت میں رام بھجن کے لئے آدیش دیتے ہیں کہ اے میرے من۔ سندر اور سنا و ناسمے دتیت ہوتا چلا جا رہا ہے۔ تو اس کا سدھوگ کر لے کیونکہ ایسا سمے پھر ہاتھ نہ آئے گا اس موقع پر شیخ سعدی صاحب لکھتے ہیں۔ "در طفلی حشٹی در جوانی مستی در سیری سستی۔ غافل خدا را کے پرستی"  
یعنی تیرا بچپن ٹھیل کود میں۔ تیری جوانی وشنیوں کی مستی میں۔ تیرا بڑھاپا سستی میں چلائی اے غافل تبار۔ ایشور کی یاد کب کرے گا؟۔  
کبیر جی نے بھی گورو گرنتھ کے اندر کیا سنہری الفاظ میں اس بات پر یوں روشنی ڈالی ہے۔ اور وہ شبد یہ ہے۔

"جب لگ جارا وگ نہیں آیا۔ جب لگ کال گری نہیں کایا  
جب لگ بکل بھی نہیں بانی۔ تب لگ بھج من سارنگ پانی  
اب نہ بھجس بھجس کب بھانی۔ آدے انت نہ بھجیا جانی  
جو کچھ کریں سونی اب سار۔ پھر پھٹاؤ نہ پاؤ پاو  
ایہی تیری اوسرا یہی تیری بار۔ گھٹ بھیتتر توں دیکھ بچار  
کہت کبیر جیت کے بار۔ بہو بدھ کیو پکار پکار"  
برہم ارنیک اپنشد کی یہ چند شرتیاں بھی یہاں پر مان کی جاسکتی ہیں۔

आत्मानमेव प्रियमुपासीत।

आत्मानमेव लोकमुपासीत।

ارتھات۔ ایشور آتما کو "پریم" روپ سے اپنا سا کرو۔ ایشور آتما کو "لوک" روپ سے اپنا سا کرو۔

सयोऽन्यमात्मनः प्रियं ब्रूवाणं ब्रूयात् प्रियरोहस्यति।

तदेत प्रेयः पुत्रात् प्रेयो वित्तात् प्रेयोऽन्यस्मात् सर्वस्मात् अन्तरतरं यदपमात्मा

ارتھات ایشور آتما سے اترکت کو "پریم" کہنے والے کے پرتی کہہ دو۔ کہ وہ "پریم" روپ کو دیکھا۔



ارتقاات ایشور آتما پتر سے پیارا ہے دھن سے پیارا ہے بلکہ اور بھی سب سے پیارا ہے کیونکہ سب کا آتما ہے ۔  
لب و لباب اس سارے پرکرن کا یہ ہے کہ اقام باہیہ و ستو کا پریم تیاگ کر پریم رام کی کھوج من کے اندر ہی کرنی چاہیے  
کیونکہ جب تک انا تم و ستو کی آسکتی کا سمیک ندپ سے تیاگ نہ ہو جاوے ۔ شدھ ایشور پریم کبھی اُدے نہیں ہو سکتا ۔ ویراگ پوریک  
ہی پریم کی آتی سرب شتر کاروں نے مانی ہے ۔ چونکہ سنارک آسکتی اور سکا و پرتی انتہ کرن میں اپنا گھر بنا چکے ہیں ۔ اس لئے سچا اور  
سچا ایشور پریم پیدا نہیں ہو سکتا ۔ چنانچہ اس کے پیدا کرنے کے لئے کئی ایک دھنوں کی اوشکتا ہوتی ہے جنہیں اوپر کے دولو شدھوں  
کے اندر گورو تیغ بہادر صاحب اور بھگت راج رویداس جی نے ہمارے مت کے لئے درن کیلے ۔ لہذا ہم پر دواجب ہے کہ ہم بھی ان  
جدو سادھنوں پر دھیان دیتے ہوئے انہیں اپنے جیون کے اندر ڈھالیں تاکہ ہمارے اندر بھی پریم رام کے شدھ پریم کا آدر بجاو ہو  
اور سنارک انا تم پریتی گئے ۔ ادم شتم ۔ شری رامائے نہ

## دستِ کرم

شری جگن ناتھ جی کھتہ  
بی۔ بی۔ بی۔

- ۱) روش بختم برو در آں کوئے دلدارم مرا - چوں زبس بچال گردانید از ارم مرا
- ۲) رفتہ رفتہ آستان یار را دریا فتم - از حوائے خوش لولے خوش من آں بشا فتم
- ۳) از در دیوانخانہ بوئے خوش آمد من - ایستادم من بہاں دم اتا بینم آں چمن
- ۴) مشک پسری، سر بسر آں نوع استقبال بود - یا کہ اظہار محبت سر بسر آں مے نمود
- ۵) در مشام یک بیک پیدا شدہ جوش جنوں - عالم از خود فراموشی، سراسر از فسوں
- ۶) من فرد افتادم آنجا بر در دلدار من - جان من، آں دلبر رعنائے طرصار من
- ۷) در ہمیں حالت بماندم، خاک پایے یار من - سر بسر محروم گشتہ گرچہ از دیدار من
- ۸) زیر من فرش زمیں، بالائے من فرش بریں - من فرو ماندم چناں در شان عاشق پُر حزن
- ۹) شب گزشتہ ہمچین، چوں چھج صادق رونمود - یار با یاران ہمدم محو بزم عیش بود
- ۱۰) یک صدائے دلربا - در گوش آمد از قریب - آمدی بر در و خفتی خوب مرد خوش نصیب
- ۱۱) چشم واکردم و دیدم بر سر بالین من، - ایستادہ سرو قد، ایمان من آں دین من
- ۱۲) من بت حیرت شدہ کردم نہ بر چشماں لقیں - من کجا شوریدہ قسمت و ان کجا شوخ حیل
- ۱۳) بر سر این منظر خواب است من پنداشتہ - بد نصیبم من نہ بختے، ایں قدر خوش داشتہ
- ۱۴) بر سر دم دست کرم بہناؤ و گفت شوخ آیں - ایں نہ خواب است لے مجھی، توجہ بنداری چیں
- ۱۵) ہوش آور لے صفحہ سرگز نہ توجہ بران ہتھو - اندرں خانہ بغزدیشان تو مہمان ہتھو
- ۱۶) ہوش کن تو ہوش کن، ہم آیں سخن در گوش کن - جام آگفت من دہم آنرا تو یکدم نوش کن
- ۱۷) از برائے من تو جاں را سوختی گرداں شدی - شاد باش امروز تو از بخت پردہاں شدی

۱۸) با عقیدت ہر کہ بسپارد بہن خود را ز دل

دست گیری اورا بکنم او نہ گردد مضحک

صفی



(۱۰) کل جب میری بیماری یعنی غم فراق نے مجھے بہت بچال کر دیا۔ تو ادھر میری خوش قسمتی جاگ اٹھی۔ اور وہ مجھے  
 نتر چھو۔ اپنے محبوب کے کوچہ میں لے گئی۔ (۱۱) وہاں آہستہ آہستہ چلتے چلتے میں اپنے یار (پریم) کی دہلیز تک پہنچ گیا۔  
 اور میں نے وہاں سے آتی ہوئی خوشبو کی لپٹوں اور نہایت سریلی آواز سے پہچان لیا۔ کہ میرے محبوب کا یہی گھر ہے (۱۲) اس کی نشستگاہ  
 کے دروازے سے مجھے پھر خوشبو کی لپٹیں آئیں اور میں وہیں کھڑا ہو گیا۔ تاکہ اس خوشبو سے ہلکتے ہوئے باغ کو ذرا جی بھر کر دیکھ لوں یا  
 اس کی سر اور گلگشت سے لطف اندوز ہو سکوں۔ (۱۳) مگر مجھے خیال آیا۔ کہ وہ خوشبو دراصل مجھے خوش آمدید ہی کہنے کے لئے میری طرف آ رہی  
 تھی۔ یا دوسرے لفظوں میں وہ مجھ سے اظہار محبت کر رہی تھی۔ (۱۴) میں یہ خیال آتے ہی ایک دم میرے دماغ میں سچان سا پیدا ہو گیا۔ اور مجھے  
 پر اس کے ایک گوتہ جاوے سے مدھوشی (آتم و سمرتی) کی حالت طاری ہو گئی۔ (۱۵) اور میں وہیں اپنے محبوب کے دروازے پر گر پڑا ہاں ہی  
 محبوب کے دروازے پر۔ جو میری جان تھی۔ اور نہایت خوبصورت دلبر (پریم) (۱۶) اور میں اسی حالت میں اپنے محبوب کے قدم مبارک کی خاک  
 بن کر رہی وہاں پڑا رہ گیا۔ اور ایسی حالت کے طاری ہوجانے سے میں اس کے دیدار بھی حاصل نہ کر سکا۔ یعنی اس خوشی سے محروم رہ گیا۔ (۱۷)  
 میرے نیچے زمین تھی۔ اور اوپر آسمان اور میں برسر ایک عاشق زار (جن کی قسمت میں سوائے رنج و غم کے اور کچھ نہیں ہوتا) کی شان  
 میں پڑا رہا۔ (آخر عاشقوں کی شان تو ہوتی ہی ہے۔ جو سب کچھ ترک کر کے اپنے محبوب کے دروازے پر ہی بھٹکنے میں لطف محسوس  
 کیا کرتے ہیں) (۱۸) اتنے میں رات گزر گئی۔ اور پو پھٹنے کا وقت آ گیا۔ لیکن میرا محبوب اس وقت بھی اپنے دوستوں کے ساتھ  
 رنگ رلیوں میں مصروف تھا۔ میری نیند کھل چکی تھی۔ لیکن میں ابھی بے حس و حرکت آنکھیں بند کئے پڑا تھا۔ (۱۹) اتنے میں نزدیک سے  
 ہی ایک نہایت سن جوہری دل کو بٹھالنے والی آواز میرے کانوں میں آئی۔ اسے خوش نصیب آدمی تو میرے دروازے پر بچکر سو رہا گیا ماند  
 بھی نہ آیا۔ (۲۰) یہ دلفریب آواز سن کر میں نے آنکھ کھولی۔ تو کیا دیکھا ہوں۔ کہ میرا دین، ایمان یعنی سر دوسو (سب کچھ) دوسرے الفاظ  
 میں میرا محبوب بہ نفس نفیس میرے سر پہنے کھڑا ہے۔ (۲۱) یہ دیکھ کر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی، میں بھونچکا سا ہو گیا۔ اور اپنی  
 آنکھوں پر یقین کرنے پر تیار نہ ہوا۔ یعنی جو نظارہ اپنے محبوب کے پاس کھڑے ہونے اور اس کے مجھے غی طیب کرنے کا میں نے دیکھا میں  
 اس پر یقین نہ کر سکا۔ کیوں کہ کہاں میرے جیسا بد قسمت آدمی اور کہاں وہ حسن مجسم میرا معشوق جو مجھے محبت سے بلارہا تھا۔ میں نے  
 اسے سر بسر جواب ہی سمجھا۔ کیونکہ مجھ جیسے سیاہ بخت کی اتنی خوش نصیبی کہاں۔ کہ میں اپنے محبوب کے دیدار سے فیضیاب ہو سکنا۔  
 (۲۲) اتنے میں میرے محبوب نے میرے سر پر اپنا دست کرم (ہتار بند) رکھ دیا۔ اور فرمایا اے میرے دوست جو کچھ تو دیکھ رہا ہے۔ یہ  
 خواب نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ تم اے خواب کیوں سمجھ رہے ہو؟ (۲۳) اور پھر فرمایا۔ کہ صفتی، ہوش کرو۔ اور اس طرح حیران مت  
 ہو جیئے۔ آئینے میرے گھر کے اندر بڑی عزت اور شان سے میرے ہمان بنئے۔ (۲۴) ہاں ہوش کیجئے۔ ہوش کیجئے۔ اور میری بات  
 غور سے سنیئے۔ (۲۵) میں نہیں اپنے پریم کا پیالہ دیتا ہوں۔ اے ایک دم پی جائیئے (۲۶) میں خوب سمجھتا ہوں۔ کہ تو نے میری خاطر اپنے  
 آپ کو جلا دیا۔ یعنی اپنی ہستی کو ہی مٹا دیا۔ اور سخت پریشانی اٹھائی۔ لیکن آج میں تمہیں یہ خوشخبری دیتا ہوں۔ کہ تیرا دامن مراد سے  
 بھر گیا ہے۔ یعنی تیری مراد پوری ہو گئی ہے۔ اس لئے تو اب خوش ہو۔ یہ تیرے لئے خوشی کا موقع ہے۔ (۲۷) یاد رکھنا  
 کہ جو شخص شردھا کیست ہو کر میری شرن میں آتا ہے۔ اس کی رکشا کرتا ہوں۔ اور اس کے دکھ نوار کر دیتا ہوں۔ صفتی  
 نوٹ۔ اس نازی نظم میں صفتی اپنے ایک خواب کا حال بیان کر رہا ہے۔ یہاں جس خوب یا پریم کا ذکر آیا ہے۔ وہ سوائے بھگوان  
 کرشن کے اور کوئی نہیں۔ اور کوئے یار سے یہاں مراد شری بندر بن دھام میں شری بلکے بہاری جی ہماراج کے مندر والی لگی ہے  
 اور ان کا دیوانخانہ ان کا مندر ہی ہے۔ جہاں وہ پر اجماع ہیں۔ جہاں ان کے دوست ارتخات بھگت جن ان کی استی کاتے رہتے ہیں  
 اور گندھی کے سمبندھ میں جو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ جو طرح طرح کے دھوئوں اگر بتیوں اور بے شمار تازہ تازہ پھولوں سے  
 آتی رہتی ہے۔ اور جس سے سارا دیوانہ منڈل ہی سنگدھت ہو جاتا ہے۔ اور ہکتا رہتا ہے



بھگوان لیلہ دھاری ہیں۔ اور اپنے بھگتوں کی مددھ لیتے ہی رہتے ہیں کسی نہ کسی شکل میں ظاہر ہوا کرتا ہے۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ صنفی جو کسی صورت میں بھی اتنی کرپاکا پا تر نہیں تھا۔ اور نہ ہی اپنے آپ کو بھگتوں میں شمار کرتا تھا۔ بھگوان نے اس کے سر پر بھی اپنی کرپاکا ہستاروند رکھ کر اسے ہال کر دیا۔ اور شری گیتا بھگوتی کے اس شلوک کاتات پر یہ سمجھا کر اسے شانتا دی۔

सर्वधर्मन्यिरित्यज्य आमेकं शरणं व्रज ।

अहं त्वा सर्वपापेश्यो मोक्षयिष्यामि मा शचः॥ ५५/८

ارتقہ :- سب دھرموں کو ارتقاات سمپورن کر مں کے آشرے کو (یعنی جن کو مد نظر رکھ کر تم کوئی کام کرتے ہو۔) تباہ کر کیوں ایک مجھ سچا نند گمن واسد پو پر مانتا کی اننیہ شرن کو پراپت ہو میں تجھے سب پاویں سے نکلت کر دوں گا، تو شوک منٹ کر“ اس کا صریحاً یہ مطلب ہے۔ کہ جب تک ہم مکمل طور پر بھگوان کی شرن گمن نہیں کرتے اور کسی اور کی مدد پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ بھگوان کام میں دخل نہیں دیتے لیکن جب ہم اپنے آپ کو پورے طور پر ان کے حوالے کر دیں۔ پوری پوری شردھا سے ان کے ہو جائیں تو وہ اوشیہ اپنی کر پا کا ہاتھ ہم پر رکھتے ہیں۔ جب تک درویدی کو اپنے سمبندھیوں کی مدد پر بھروسہ رہا۔ تو کچھ نہ بنا لیکن جب اُس نے دل سے بھگوان کو یاد کیا۔ تو وہ فوراً ساڑھی روپ میں اس کی سہایت کے لئے آئے۔ اسی طرح سے کج کو بھی انہوں نے آکر گرہ کے بعد سے نکلت کیا مٹھا لیکن سوال تو اُن پر پورے وشواس اور توکل کا ہے۔ جس کیلئے ہم جلدی سے تیار نہیں ہو پاتے۔

مشرقی راجہ تیرتھ پاترا شرین کا اشتہار صفحہ ۱۹ رسالہ ماہ مارچ ۱۹۶۴ء پر شائع ہوا تھا جس میں تاریخ روزگاری شرین ۱۴۸۱ھ ۱۹۶۴ء کی بجائے ۱۴۸۱ھ ۱۹۶۳ء سے صحیح تاریخ روزگاری شرین ۱۴۸۱ھ ۱۹۶۴ء ہے۔ ناظرین نوٹ فرمائیں۔

تکسی رامائن مکمل بالصور محمد اردو سلیس زبان میں :- جن کو ہنومان جی کی طفیل اس کلمج میں بھگوان رام کے پیکش درشن ہوئے تھے۔ انہوں نے بھگوان کے چتر کو غضب کی ہندی شاعری میں تلمذ کر کے ایشور بھگتوں کیلئے ایک ایسا ادب مت تیار کر رکھ دیا۔ کہ جب تک یہ سندر تاںم رہیگا۔ بھگت لوگ منت تلسی دس کے اس اؤم ایکار کو یاد کرتے رہینگے۔ یہ ایسا گرتھ ہے جس میں ایک ایسے مہاپرش کی جونی اور پوش پیش کیا گیا ہے۔ جو کہ ہندو جاتی یا بھارت ورش کا رہنما ہی نہ تھا۔ بلکہ رام روپ میں ساکھشات بھگوان (ایشور) تھا۔ بھگوان نے انسانی جامہ پہن کر بھارت واپسوں کو دھرم کی مرید اکاٹھنے پیش کیا۔ اگر اتان اس رامائن کا روزانہ پاتھ کرے۔ تو اس پر بھگوان کی خاص کر یا اور انورہ یقینی ہے بھگوان اپنے رہن ہوں کو اسکو بھگتی دان دینگے۔ اور جس جمل پھل ہوگا۔ تلسی رامائن کے ہندی شلوکوں کو اردو میں لکھ کر نیچے ثابت سرل زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ کا غذا علی لکھائی چھپائی، دیدہ زیب۔ خوبصورت جلد میں ملبوس اور شاندار تصاویر سے مزین۔ قیمت ساڑھے دو روپے علاوہ ڈاک و منے کا پہلا۔ دفتر رسالہ اوم اجیری گیٹ دہلی۔ ۶۔

شیو پُران اردو مکمل سیت سنگھتا۔ سترت سے اردو ترجمہ

کاغذ موغنی چارنگی تصویرات مجلد 384 صفحات قیمت مرف بارہ روپے

ڈاک چرچ / 2 نوپہ علاوہ - رقم پیش کی بھیجنے والوں کو ڈاک خرچ سنا  
 دفتر رسالہ اوم اجمیری گیٹ دہلی عک  
 منٹے کا پتہ :-



# رام اوتار

از قلم: کوی لوکناٹھ دِل  
خوشاب نواسی

(میری لکھی ہوئی سنہری رمان کا ایک سنہری ورق)

پرتھوی نے اک بار کی آہ و فغاں چو نک اٹھتے تھے ہی دشتوں ناگہاں  
بولے کہ نزدیک آنے دے سماں جامہ انسان میں آؤں گا وہاں

خنجروں کو تیز ہونے دے ابھی

جام کو بے ریز ہونے دے ابھی

ظلمتوں پر نور بن کر چھاؤں گا چاندنی سی ہر طرف پھیلاؤں گا  
باغ میں ہر پھول کو مہکاؤں گا چھوٹا ہر شاخ کو سکھلاؤں گا

درد کی بن کر دوا آؤں گا میں

وقت آنے دے چلا آؤں گا میں

شام غم نے پایا ہے عشرت کا چاند شہر دوں نے چمکایا ہے عشرت کا چاند  
ہر نظر کو بھایا ہے عشرت کا چاند چرخ نے دکھلایا ہے عشرت کا چاند

چاندنی شاہی محل میں آگئی

ناز سے لہرائے ہر سو چھا گئی

نور برسا چرخ نیلی فام سے ماہ نکلا ظلمتوں کے دام سے

بادہ چھلکا آسمان کے جام سے پھول برے ہیں خوشی کے بام سے

مُسکراہٹ سی لبوں پر آگئی

بند کلیوں کو صبا ہنسا گئی

زخم جو ہر بار دِل کا چھل گیا خود بخود وہ آج گویا سب گیا  
دِل دشتِ تنہ کو سکوں سا بِل گیا کھل گیا غنچہ خوشی کا کھل گیا

گود کو شلیا کی تازہ ہو گئی

خاک آج اس در کی غازہ ہو گئی



# وندھیا دلی

”شہ کمرن کے کارنے دھیل نہ کر لومیت“

وندھیا دلی ہمارا راجہ بلی کی پیٹ رانی تھی۔ ایشور کی پرم بھگت اور پتی بڑا استری جس وقت راجہ بلی سے واسن جی نے تین قدم زمین مانگی اور گورو شکر جی نے سمجھایا کہ یہ دشمن نارائن ہیں، ہمیں دھوکے میں نہ رہنا چاہئے کہ راجہ کو اس کام سے باز رکھنے کی پوری کوشش کی۔ اس وقت وندھیا دلی ہی تھی جس نے اپنے جی کو سنکلیپ کے لئے جل لاکر زور دیا کہ جلدی سنکلیپ کرے اور اس نیک ساعت کو ہاتھ سے ہرگز نہ جانے دے کیونکہ اس کو ڈر تھا کہ کہیں شکر جی کے کہنے پر اس کے پتی دلو دان کرنے سے محروم نہ رہ جائیں۔

جب واسن بھگوان نے دہوی قدموں میں دونوں لوگ ناپ لئے اور تیسرے قدم کے لئے راجہ بلی کو باز دھا۔ تو وندھیا دلی کو اس کا مطلق غم نہ ہوا۔ بلکہ از حد خوشی حاصل ہوئی۔ بڑا اس کا پتی خوش قسمت ہے جس کا جسم بھگوان کے ارپن ہو رہا ہے۔ وندھیا دلی نے ہاتھ جوڑ دامن بھگوان سے پرارتھنا کی اور کہا: ہمارا راجہ! آپ نے ہمارا راجہ پر ہی اپنی کپڑا ڈبھٹی کی ہے۔ مگر میرے کو کیوں پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ میں شاستروں کی مراد کے مطابق اپنے پتی ہمارا راجہ بلی کی اردھکی ہوں۔ میرا جسم بلی کر ہی ہمارا راجہ کا مکمل جسم لگنا جاسکتا ہے۔ اس لئے ہمارا راجہ کے شیر کے ساتھ میرا اثر بھی تو بالا چلا جائے۔

ہمارا راجہ بھی رانی کی بات سن کر بہت خوش ہوا۔ دونوں نے تیسرے قدم کے بدلے اپنے شیر سنکلیپ کر دیے۔ تب بھگوان واسن نے پرسن ہو کر انہیں درشن دے کر نہال کر دیا۔

اس سے صاف عیاں ہے کہ راجہ بلی کو اس نیک کام کے لئے مستعد کرنے اور بھگوان کے درشن پر اپیت کرنے میں سب سے بڑا ہاتھ رانی وندھیا دلی کا ہی تھا جس سے بھگوان پرسن ہوئے تھے۔ دھھیہ ہے وندھیا دلی!

تیرا غلام بنوں سب سے بے نیاز ہوں	جہاں میں تیری محبت سے سرفراز ہوں
الہی ایسا محبت میں غرق نام لئے	کہ اپنے نام کو ڈھونڈوں تو تیرا نام ملے
خرد فریب گناہ نواب دے نہ سکے!	حساب بعد فنا کوئی مجھ سے لے نہ سکے
تو آج اپنی وفادوں کی مجھ میں جو بھر دے	کہ دل سے محو تلتے رنگ و بو کر دے
مجھے نیاز کی دنیا سے رابطہ ناز رہے	کہ دل میں گرمی الفت کا سوز و ساز رہے

کچھ ایسا سوز نہانی مجھے عطا کر دے  
جو میرے عشق و محبت کی انتہا کر دے



# پرستشوتری

مسند از قلم مہاتما دولت رام جی

کھیاتی (ترجھوں کے بھوک اور منہ و انجھت سکھ کا ایک ساتھ لاجھ) اس کے علاوہ دوسرے شریزیں پریش کرنا یا انیک شریروں کا دھارن کرنا بادل کی بات معلوم کر لینا یہ بھی سدھیوں میں ہی شامل ہیں۔

س ۴۔ درشا ویدکت گیکہ دووار پرستشوتی ہے۔ اگر ہاں تو مترون سے ہیں۔ اور کس ودھی سے گیکہ کرنا چاہیے۔ ج۔ درشا کاریری گیکہ کے ذریعہ ویدکت ودھی سے کرنے پر ہو سکتی ہے جس میں دن دو کوئی پرستش کرانی جاتی ہے اس کا دھان کا رگہ سنگھنا بھرید میں دیکھا جاتا کسی کرم کا ندھی پنڈت سے اس کے متعلق دریافت کر سکتے ہیں۔

س ۵۔ روھیاں کون کی ہیں۔ ج۔ کسی دیوتا کی پرستش سے ان آدک کا آن گت یکتوں میں پورا ہو جانا جیسے سورہ کے دیئے ہوئے پاتریں درویدی کو ودھی پرستش تھی۔ یہ بھی پرکار کی ہیں۔ یوگیوں کو تپ آدک سے اس کا انوھو ہوتا ہے۔ س۔ چاندرا رائن برت کا مفصل طریقہ۔ اور اسکے لاجھ کیا ہیں ج۔ چندرا کے شکل پکش سے آرمہ کر کے ایک گراں شدہ آن یا دودھ یا حل کا شروع کر کے پورنماشی تک پندرہ ادبھرا ماس کو گھٹاتے گھٹاتے ایک پرلے آنا اور برہمچریہ اور ایکانت دس اور اشٹ دیوتا کا جب دھیان وغیرہ رکھنا یہ بھی ادشیک ہے۔ اس سے منو کا متا پوری ہو جاتی ہے۔ اور مانسک شکست برہتی ہے۔ اور مضر برشت سہن کے یوگ ہو جاتا ہے۔ اس کا دستار بہت گرتھوں میں ملتا ہے۔

س ۱۱۔ ۱۔ منش کی سولہ کلاں کون ہی ہیں۔ دب، شری بھگوان کرشن چندر کس طرح سولہ کلاں سپورن تھے ج۔ ۱۔ پرشن انشد کے انوسا سولہ کلاں مذرجہ ذیل ہیں۔ پران بشروہا۔ اکاش۔ دایو۔ جیوتی۔ جلی۔ پرتھوی کرم اندریاں۔ اور گیان اندریاں۔ من۔ ان۔ دیوہ۔ رتب۔ نسر۔ کرم۔ ا۔ وکٹ۔ نام۔ دب، ونشٹی روپ سے جو کلاں نشیہ کی ہیں وہی بھگوان شری کرشن کی کشٹھی روپ سے ہیں مطلب ہکا مکمل دستھا اور شکست والا۔ جیسے سولہ آنے کا روپیہ بطرز دیگر حقیق کی ایک کلا سے سولہ کلاں گظہر مختلف جگہ پر ہوتا ہے۔

ستھاور برکش آدک میں ایک کلا۔ سویدج بسو مچھر میں دو کلا۔ اندج میں تین کلا۔ بشو آدی میں چار کلا منش میں پانچ سے آٹھ کلا تک اور اس سے اوپر آوارو کی کلا ہیں۔ پورن کلا سولہ مانی جاتی ہیں۔ شری کرشن بھگوان سولہ کلا سپورن تھے۔

س ۱۲۔ سیت رشی کون کون سے ہیں۔ ج۔ جمدینی۔ بھاروا ج۔ گوتم۔ کشپ۔ ونشٹ۔ بھوگو۔ انگریہ سیت رشی ہیں۔

س ۱۳۔ آٹھ سدھیال کون کی ہیں۔ ج۔ ایتھا (دھوتا ہو جانا) ہما (بڑا ہو جانا) لکھا (دیکھا ہو جانا) براتی (اچھا کا پورن ہو جانا) پرکا تہ (سروک کے اگیات و شیوں کا گیان) نشی تا (مایا اور اس سے آپن ہوئی شکست پر شامن کر لینا) دستیا (کروں میں نریپ اور شیوں میں نر اسکتی کو پرست کر لینا)



# پرگیانِ دلاس

مہاتما دولت رام جی سچد پو۔ شیشہ شری سوامی گو بند آئند جی مہاراج نے کئی سالوں کی محنت اور کئی شکرت گرنفقوں کے سوا دھیائے کے بعد یہ برہم گیان کا ادبھت لیکھ تلبند کیا۔ جو کہ رسالہ اوم کے سالانہ بھگوت گیان انک میں مکمل شائع کیا گیا تھا جس کی تعریف میں ہمیں بیسیوں تعریفی چٹھیاں موصول ہوئیں۔ پرمانما کا بودھ کرانے کے لئے پرمانما کو پرگیان سرورپ سکہ کرویدوں کے پرمانوں کے علاوہ انیک یکتیوں دوارا اس پرگیان سرورپ پرمانما کو اکھٹڈ۔ نرائکار۔ نر آویو۔ اگوچر۔ اور سوئم چوتی تنلایا گیا ہے اور انیک شرتیوں کے ارتھ کو یکتی سے سٹٹ کیا گیا ہے۔ یہ گرنتمہ آتم جلیا سوڈ کے لئے متو بودھ کرانے کی سمرتمہ رکھتا ہے۔ اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔

ہمارے سٹاک میں ابھی اس گرنتمہ کی کچھ کاپیاں موجود ہیں۔ ہم اوم کے نئے خریداران کو نویدن کریں گے۔ کہ وہ سالانہ بھگوت گیان انک یعنی پرگیان دلاس کو ضرور منگوا کر لایجھ اٹھا دیں کیوں کہ یہ مضمون ایک ایسے مہاں پرشس کی سلم سے تلبند کیا گیا ہے۔ جو کہ سرورتری برہم نمیشطی (عالم باعمل) اور بال برہمچاری ہیں۔ انہوں نے تمام آو برہم گیان کے گرنفقوں کے سوا دھیائے میں نیز اچھہ کوئی کے مہاتماؤں کی سیوا میں گزار دی ہے۔ اور آج کل رشتی کش میں بان پرستھیوں کی طرح نرسنکاپ ہو کر جیون ملتی کا آئند لے رہے ہیں۔

اس گرنتمہ کی قیمت اڑھائی روپیہ مقرر ہے لیکن مہاتما جی کے ارشاد پر اس کی قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ  $Rs. 1 = 50$  علاوہ ڈاک خرچ کردی گئی ہے تاکہ سب لوگ اس کو منگا کر صحیح اور سچے گیان کو پراپت کر کے جیون سچل کر سکیں۔ صلنے کا پٹھہ۔ دفتر رسالہ اوم اندرون اجیری ٹیٹ دہلی

## صحیح تشخیص باقاعدہ علاج عمدہ دوائیں

حاصل الخاص کے  
پٹھوں کی کمزوری، ریشہ اور بلغم کی زیادتی کے لئے قیمت صرف دو روپیہ  
دانش کے  
نزلہ زکام اور دماغی تھکاوٹ کے لئے قیمت صرف ۲/۱۲ روپے

کاندھی دوا خانہ 15 ڈی کمانگر دہلی ٹیلیفون نمبر 22992



# شری گنگامانی

از قلم شری جوتی پرشاد کلیان

شری گنگامانی کو بھرتی بھی کہتے ہیں۔ اور بھاگرتی بھی کہتے ہیں۔ اس کا آغاز کس طرح پر ہوا۔ اس کو مختصر طور پر حسب ذیل بیان کیا جا رہا ہے۔ اور اگر اسے گنگا مہاتم کہیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

نے اپنے سر پر رکھوانا پڑا۔  
(۳) بادن جی مہاراج کے پاؤں کے انگوٹھا دھونے پر جو ایک بوند پانی یعنی چرنامرت کی ایک بوند نے سورگ لوک میں جا کر شری گنگا جی نام دھارن کیا۔  
(۴) سورج منس میں ایک راجہ سگر کے نام سے مشہور ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ ہزار پتر تھے۔ راجہ سگر نے ایک بہت بڑا یگیہ کیا۔ اور شام کرن گھوڑے کے ساتھ ان کے پتر اور فوج دلقن بھی تھی کسی کارن یگیہ کا گھوڑا ایک رشی مہاراج کے آشرم میں داخل ہو گیا۔ رشی مہاراج بڑے بیج دان تھے۔ راجہ سگر کے لڑکوں نے رشی کی بے عزتی کی جس پر رشی مہاراج نے سراپ دیا۔ ان کے سراپ سے راجہ سگر کے پتر جل کر بھسم ہو گئے۔ راجہ سگر کو بڑا دکھ ہوا کہ اس کے پتر اپ تھتی کو پر اپٹا ہو گئے۔ پنڈتوں نے راجہ سگر کو رائے دی۔ کہ اگر سورگ لوک سے کوئی شری گنگا جی کو بلاوے۔ اور جس جگہ راجہ سگر کے پتر یا کی بھسم پڑی ہوئی ہے۔ وہاں سے شری گنگا جی پہے۔ تو انکی نکستی ہو سکتی ہے۔

(۵) اس تجویز کو پورن کرنے کے لئے ایک لڑکے نے جو بھری استری سے اپن ہوا ہوا تھا۔ اٹرا کھنڈ میں اسی نیت سے تپ کرنا شروع کیا۔ کہ سورگ لوک سے شری گنگا جی کو بلایا جاوے۔ اس کی مرتویا ہونے پر اس کے لڑکے نے تپ کرنا شروع کیا۔ وہ بھی درمیان میں شر برھو گئے۔ پھر ان کے لڑکے راجہ بھاگرتیہ نے اس کام کو پورا کرنے کی پزیرگی کی۔ راجہ بھاگرتی کی تپسیا پر شری گنگا جی نے بھاگرتی کو آکاش بانی دوا راٹو جانا دی۔ کہ وہ مرت لوک میں تپ آسکتی ہے۔ کہ جب اس کا کوئی وجیک سنبھال بیونے

دیکھا ایک بار مہاراجہ کی اپنے گورو شکر آچاریہ دوا راٹو گیا کر اسے لے گئے۔ راجہ جی کویت شمار ہوتے تھے۔ اس کے یگیہ کو دیکھ دیتا توں کو خوف ہوا۔ دیوتاؤں کی اچھا اوسار شری وشنو بھگوان نے اپنا باون روپ دھارن کیا۔ اور ایک ہاتھ میں چھتری اور دوسرے ہاتھ میں کمنڈل لئے ہوئے یگیہ شالا میں پڑھارے۔ ان کا قد چھوٹا ضرور تھا۔ مگر تیج بہت تھا ہر ایک ان کے روپ کو دیکھ کر حیران تھا۔ کہ معاملہ کیا ہے؟ یہ نزلے روپ کا یرش کہاں سے آ گیا ہے؟

(۶) راجہ جی ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ برتن روپ کے کارن راجہ جی نے نترتا بھاؤ سے کہا۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟ " بادن اوتار برتن روپ نے مہاراجہ جی سے اڑھائی قدم پر تھوی کا دان مانگا۔ جس پر گورو شکر آچاریہ جی کو بھسم ہوا۔ کہ یہ معمولی براہمن نہیں ہے۔ راجہ جی کو دان سے روکنا چاہا۔ مگر راجہ جی ان کے روپ پر اس قدر محبت ہوئے۔ کہ راجہ نے یگیہ شالا سے پانی کا برتن اٹھا کر سنکلیپ کرنا چاہا۔ گورو جی نے اپنا کھشم روپ بنایا۔ اور پانی کے برتن کی نلکی (سیکو) میں داخل ہو گئے تاکہ سنکلیپ نہ ہو سکے۔ راجہ کے کٹنا کا تنکا لیا۔ اور برتن کی نلکی میں داخل کیا وہ تنکا گورو جی کی آنکھ میں لگا۔ اس تکلیف سے گورو جی نے وہ جگہ خالی کر دی۔ پانی گرنے لگ گیا۔ اور بادن جی مہاراج کے پاؤں کا انگوٹھا چرنامرت پینے کے لئے راجہ جی نے دھویا۔ جس میں ایک بوند پانی سورگ لوک کو چلی گئی۔ اور باقی پانی سے راجہ نے چرنامرت لیا۔ اور پرتھوی دان کر دی۔ چنانچہ دو قدم میں تمام پرتھوی ناپ دی گئی اور آدھا قدم لاچار راجہ جی



کے اُدھار سے نکلتی کو پراپت ہو گئے۔ وہ ہی شری گنگا جی اب تک سنسار کا اُدھار کر رہی ہے۔ جو مرنے تک میں دریا کی شکل میں بہہ رہی ہیں۔ اور ہزاروں بلکہ لاکھوں پرانیوں کا اُدھار نشتہ کر رہی ہیں۔

(۸) شدھ چت ہو کر جو پرانی شری گنگا جی میں نشان کرتے ہیں۔ اُن کے جنم جنمانتر کے پاپ نشت ہو جاتے ہیں۔ ایسا ستر برتن کرتے ہیں۔

(۹) شری گنگا جی میں جو لوگ نشان کرتے ہیں۔ وہ تو بھاگے شالی ہیں ہی۔ لیکن جو پرانی شری گنگا جی کا دھیان کر کے اُن کو منسار کرتے ہیں۔ شری گنگا جی کے آشیر پاؤ سے اور بھگوان شنکر کی کرپا سے اُن کو بھی بڑا سکھ پراپت ہوتا ہے۔

ورنہ پریتھوی پھٹ جاوے گی۔ اور یہ بھی بتلایا کہ اگر بھاگرتھ بھگوان شنکر کی آپاسنا کر کے اُن کو پرسن کرے اور شری گنگا جی کے ویک کو سنبھالے کیلئے اُن سے پراپتھا کرے۔ تو یہ کام ہو سکتا ہے۔ چنانچہ شری بھاگرتھ جی نے بھگوان شنکر کی آپاسنا کرنی شروع کر دی۔ بھگوان شنکر بڑے دیابوں میں جلد ہی خوش ہو کر بھاگرتھ جی کو درشن دیئے۔ اور کہا کہ بھاگرتھ کیا چاہتے ہو۔

راجہ بھاگرتھ نے اپنی تمام داستان مہاراج بھگوان شنکر سے کہ سنائی۔ سن کر شنکر بھگوان نے دین دیدیا۔ کہ ”شری گنگا جی کو بلاؤ۔ ان کو سنبھال لیا جاوے گا۔“

(۹) شری بھاگرتھ جی نے شری گنگا جی کی استی کی۔ اور اُن سے پراپتھا کی۔ کہ ”بھگوان شنکر آپ کو سنبھالنے کا بجن دے چکے ہیں۔ اب آپ یدھار سکتی ہیں۔“

(۱۰) چنانچہ شری گنگا جی راجہ بھاگرتھ کی استی پر پرتن ہو کر سورگ لوک سے مرنے لوگ کے لئے چل دیں جب اُن کا آگن شروع ہوا۔ تو بڑا بھیانک سما بن گیا۔ اور آکاش سے بھیانک شدید سنائی دیئے۔ ادھر شری گنگا جی کو سنبھالنے کے لئے بھگوان شنکر نے بھی وچتر روپ بنالیا

اور اپنی جٹاؤں کو چاروں دشاؤں میں پھیلا لیا۔ اور بھاگرتھ جی کو حکم ہوا۔ کہ جوں ہی شری گنگا جی بھگوان شنکر کی جٹاؤں میں سما جاوے۔ اور پریتھوی پر پہننے لگے۔ تو بھاگرتھ جی اپنے رتھ پر سوار ہو کر اس تیزی سے چلیں کہ شری گنگا جی اُن کے پیچھے ہستی جاویں۔ اور جس جس ستھان پر راجہ سگر کے پتروں کی بھسم کے ڈبھیر پڑے ہوئے ہیں۔ اُن کو

بھا کر لے جاوے۔ تاکہ وہ سگر کے پتر کٹی کو پراپت ہو جاویں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ شری گنگا جی کو بھگوان شنکر نے اپنی جٹاؤں میں بڑے آدرست جگہ دی۔ اور وہاں سے شری گنگا جی نے ہمار

بن کر بننا شروع کیا۔ اور راجہ بھاگرتھ جی کے رتھ کے ساتھ ساتھ ہستی ہوئی چلی گئی۔ اس طرح راجہ سگر کے پتر جواب گئی کو پراپت ہو رہے تھے۔ وہ سب بھگوان شنکر کے پراکرم سے اور راجہ بھاگرتھ کے بھجن کے پرتاپ سے اور شری گنگا جی

## موتیوں سے تولنے والی کتاب پرمبھو کے ساکشات درشن

(مصنفہ شری بھاگل جی سائینی)

اس نادر ترین کتاب میں پرمبھو کے ساکشات درشن کے مختلف طبقات کے کھولنے کی کئی کئی گئی ہے سچی روحانیت کی دقیق ترین گہرائیوں کو اُدھار باتوں میں کھول کر رکھیا ہے۔ آپ کے پڑھکر مباحثہ کہ انھیں گئے واہ کیا عالمیہ طور پر کیا ہم گہرا پیش ہے۔ یہ زندگی کا انمول تھہ اپنی ترین بجائیوں کی روشنی میں صحیح طور پر چھینا سکھاتا ہے۔ اس میں زندگی کی بھی انھنوں کا حل پایا جاتا ہے اس میں ایک ہی وقت میں گہرا سمجھتی، اکر م (خیال جذبہ اور عمل) کی ہم آہنگی اور موافقت دکھائی گئی ہے۔ ذرا دل پر پڑھئے تو یہی پھر دیکھئے اس کا مکمل۔ ہر کس طرح زندگی کی ٹوٹی پھوٹی ادھوری ہونی ٹریال دوبارہ جڑ جاتی ہیں۔ کس طرح ادھوری اکھری اور بچپن زندگی امر جیون اور تنک جیون میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ کس طرح زندگی کا رگتتہ پہلہ لہنے ہوئے عین میں بدل جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ شمسک آنت کہ خود پروردہ کہ عطار گویدہ لیکن ایک دفعہ مطالعہ کی آزمائش لازم ہے تمیت ایکرو پید۔ بذریعہ منی اور دھیم کر کتاب بیزنگ پوسٹ منگو ہیں وی بی بیس ہوگا۔ ملنے کا پتہ۔

دفتر رسالہ ”اوم“ اجمیری گیٹ دہلی



(۱)

زیرِ پاس اگر ہے تو سخاوت کر لے  
پیدا سرو سامانِ فراغت کر لے  
اس آواگون سے تجھے حاصل ہو نجات  
اس زلیت میں کچھ ایسی عبادت کر لے

(۲)

آفت کو ترستا ہوں زمانے والو  
یہ سوچتا رہتا ہوں زمانے والو  
ایسا نہ ہو یہ جنسِ گراں پا نہ سکوں  
اس بات سے ڈرتا ہوں زمانے والو

(۳)

نفرت کے خیالات نکالو دل سے  
تفریق کے جذبات نکالو دل سے  
مسرور مصیبت ہیں یہ بغض و کینہ  
آفات ہیں آفات۔ نکالو دل سے

(۴)

نفرت کے خیالات مٹاتے جاؤ  
آفت کی رسومات بڑھاتے جاؤ  
خدمت سے بڑی کوئی عبادت ہی نہیں  
مسرور اسے دل سے نبھاتے جاؤ

(۵)

مظلوم دے کس کو ستانے والو  
دکھتا ہوا دل اور دکھانے والو  
انساں جو نہیں دکھ میں کسی کا ساتھی  
واللہ ہے وہ جوانِ زمانے والو

(۶)

اس دور میں نیکی کی کہاں چلتی ہے  
جس طور بھی دیکھا ہے بری پھلتی ہے  
حالت ہے شریفوں کی بری ہے مسرور  
یاروں کی بھلا دال کہاں گھلتی ہے

(۷)

وہ لوگ کہ جو سجدہ نشین ہوتے ہیں  
خوش نجات ہیں تیرے وہ قرین تے ہیں  
ظاہر میں نظر آتے ہیں موجود یہاں  
باطن میں مگر اور کہیں ہوتے ہیں

(۸)

طوفانِ حوادث میں گڈر کرتے ہیں  
موجوں کی کشاکش میں سفر کرتے ہیں  
جو لوگ ہیں مضبوط ارادوں والے  
ہر مرحلہ زلیت کو سر کرتے ہیں

شری گوبال داس

۱۰



از قلم شریان سنت نارائن سنگھ جی

# پُرشا رتھ گیتا

(گزشتہ سے پیوستہ)

## سُکھ دُکھ بیک

ناتک بولنٹڑ جھگڑاں دُکھ چھڈ منگیہ سُکھ  
دُکھ سُکھ دوئے دُر کپڑے پیرے جانے منکھ  
ناتک دُنیا چار دہاڑے سُکھ رکتے دُکھ ہوئے  
گلاں والے پن گھنیرے چھڈ نہ سکے کوئے

گورو فرماتے ہیں سب لوگ اپنی دُعائیں بھی پرماتما سے سُکھ کی طلب کرتے ہیں۔ یہ دُنیا چند روزہ ہے۔ لوگ سُکھوں کے پُپائے کرتے ہوئے دُکھوں کو پراپت ہوتے ہیں۔ یہ نانشی دین دار لوگ منہ سے بہت اُدھی کلام کرتے ہیں۔ مگر دُشے و کاروں کے سامنے آکر جھٹا کر جاتے ہیں جیسے چلی آسمان میں بہت اُدھی اڑتی ہے۔ مگر مُردار دیکھ کر فوراً زمین پر گر کر اُسے کھلنے کو دُڑتی ہے۔ بعینہ ہمارا مذہبی دُنیا میں یہی حال ہے۔ دوسروں کو زیر اثر لانے کے لئے اپنی مان بُرائی قائم رکھنے کی خاطر وعظ تو آسمانی سناتے ہیں مگر مایا کے دُشوں کے مقابل آکر ذرا بھی نہیں بھر سکتے۔

بھگوان نے سُکھ تین پرکار کا کہا ہے۔ جو سُکھ ہری سمرن، دھیان سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ شروع میں زہر کے سمان لیکن نتیجہ میں امرت ہوتا ہے۔ برعکس اس کے دُنیاوی سُکھ شروع میں امرت اور انجام میں زہر کی مانند دُکھ کی ہوتا ہے تیسرے درجہ میں جو سُکھ آدانت میں من کو غفلت میں ڈال کر ہلاک کرتا ہے۔ وہ تاشی سُکھ پاپ ہے۔ (ادھیائے ۱۸ شلوک ۳۷ تا ۳۹)

ہم ایک عجیب رچیلے اندر پیدا ہوئے ہیں باہر مادی دُنیا ہے۔ اندر مادی دُنیا ہے۔ اس سے پرے روحانی دُنیا ہے۔ مایاوی سُکھ ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں۔ بلکہ "آپات رمنیہ" ہیں۔ اُدھر سے دلکش اور اندر سے زہریلے ہیں۔ اس سے بھگوان کہتے ہیں۔ اندریوں اور دُشیوں کے سنجوگ سے آئین ہونے والے جو بھوگ ہیں۔ اگرچہ دُشی پُرش کو پیائے لگتے ہیں۔ مگر آخر میں دُکھ ہی کے ہیٹھ ہیں۔ "انتہ" ہیں۔ اس لئے وہ بھی پُرش اُن میں نہیں رہتا (ادھیائے ۱۸ شلوک ۳۲) دھرم کو قائم رکھنے کی خاطر شہیدوں نے اَلپ سُکھ کو چھوڑ کر پُرم سُکھ کی بھادنا کی ہے۔ جس ان کا سن دُشے سُکھ کی طرف سے نہیں ہٹ سکتا وہ آتم سُکھ سے شونہ رہتا ہے۔ گور بانی میں آیا ہے۔

اِہ رَس چھاؤ کے اوہ رَس آوا

اوہ رَس پیا اِہ رَس نہیں بھاوا

آتم رَس جہ جائز ناں ہر رنگ سہجے مانٹر  
ناتک دھن۔ دھن۔ دھن جن آسکے پر دانٹر



## دھرم ادھر مہیک

لوگ واسٹھ میں دھرم پن کروں کے سنکار کا نام کہا گیا ہے۔ اسی طرح ادھر مہ پاپ کروں کے سنکار کو کہتے ہیں۔ پن کرم گیتا کے سولہویں ادھیائے میں دیوی سمیتی کے گنوں کو کہا گیا ہے۔ اور پاپ کرم کو اُسری سمیتی کا نام دیا گیا ہے۔ اس اصول کے مطابق جن لوگوں میں دیوی گنوں کا پردیش نہیں۔ وہ مہاں ادھر مہی میں اور دیوی گنوں سے بھر پور پریش مہا تا یا دھرم تا سمجھے جانے کے یوگہ ہیں۔ بھگوت گیتا میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ کامی، کرو دھی اور لالچی انسان دوزخ کے ایندھن بنائے جائیں گے۔ (ادھیائے ۱۶ شلوک ۳۱) اور سنی سنتوں میں اور حلیم ہشت (سورگ) کے وارث ہوں گے۔ ان الفاظ کو پڑھ کر یہیں جاگ اٹھنا چاہیے۔ بیچ کروں سے ہر بدوی کا حاصل کرنا محض دھم اور آتم گھات ہے۔ ارجن کو مات لفظوں میں تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر تُو میرے اپدیش کو سن کر اس پر عمل نہ کرے گا اور اپنی من ممت کے پیچھے چلیگا۔ تو تُو ناش ہو جاوے گا یعنی تیرا جنم بھرشٹ ہو جاوے گا۔ اور پُرشارتھ رائیگان جائے گا۔ دیکھئے (ادھیائے ۱۸ شلوک ۵۸)

جو مورتھ لوگ مت دھرم کو چھوڑ کر بھگوان کے مت اُوسار نہیں چلتے یعنی دیوی کروں کو چھوڑ کر اُسری کروں میں ہی پیر درت رہتے ہیں وہ کلیان مارگ سے بھرشٹ ہو جاتے ہیں (ادھیائے ۳۰ شلوک ۳۱) گلیان کی راتیں پڑھتے ہوئے جو لوگ شبھ کرموں کا تیاگ کر بیٹھتے اور اپنی سوادھنی کا غلط اندازہ لگا کر اپنے آپ کو گلیان تصور کرتے ہیں وہ ضرور ہی نرک گامی ہوتے ہیں۔ بھگوان خود اپنی بات کہتے ہیں۔ اگرچہ مجھے تین لوگوں میں کوئی اپدایت و ستون نہیں تو بھی میں سادھان ہوا شبھ کرم کرتا ہوں۔ اگر ایسا نہ کروں۔ تو میں تمام سرشی کے انتظام کو دھرم برہم کرنے والا ہوں۔ کیونکہ میری تقلید کرتے ہوئے تمام لوگ شبھ کرموں کو اور اپنے فرائض کو چھوڑ کر ادھرم کو پراپت ہوں گے (ادھیائے ۳۰ شلوک ۲۲-۲۳-۲۴)

بالغرض اگر کسی کو مکمل طور پر گلیان کی نشیٹھا پراپت ہو بھی جاوے یعنی آتما میں سماہت ہو جانے کی مشق کی بدولت پورن اپرا متا کا درجہ نصیب ہو جائے تو بھی اُسے ست کروں کو چھوڑنا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اگلیا نیوں کی بدھی اشر دھا میں پڑ جاتی ہے۔ جس سے سرشی کے نظام میں فرق آتا ہے۔ (ادھیائے ۳۰ شلوک ۲۶) شری گورو گو بند سنگھ جی مہاراج کی پرا رتھنا سیئے۔

دیہو شوا بر موہ! ہے شبھ کرم سے کہوں نہ ٹروں

نہ ڈروں اری سے جب جائے ٹروں، نشیے کرانی حیت کروں

ہوں بکھ ہوں اپنے ہی من کو، یہ لالچ ہے گن تو اُچروں

جب آلو کی اودھ ندان بنے، ات ہی رن میں تب جو جہم ہوں

ترجمہ :- ہے آدھنتی! اپنا دھرم دیکھئے کہ آخری دم تک شبھ کرم کرتا رہوں، ادھر مہی لوگوں، دھرم کے دشمنوں کی



صفحوں کو دیکھ کر مجھے بچے پیدا نہ ہو۔ ہمیشہ اپنی فتح کا پختہ یقین رکھوں۔ اپنی غمیری کی پردی کرتا رہوں اور تیرے بے شمار احاطوں کو یاد کرتا رہوں۔ جب دم نکلنے کی گھنٹ آئے ہیں ادھر میوں کا ناش کرتا ہوا شہیدوں کا مہربہ حاصل کر دوں۔ جب دریودھن کے پکھیشیوں نے ادھر دم کا پیش لیا تو بھگوان نے انہیں بلا تیز قتل کرنے کا حکم ارچن کو دیا۔ پاٹھک گن! ہمیں گیتا پڑھ کر دھرم کا بل لپٹ کر نا چاہیے۔ کیونکہ ادھر می پُرش دھرم کا مقابلہ کر نہیں سکتا۔ دھرم ہی ادھر کو جیت سکتا ہے۔ جس طرح روشنی سے اندھیرا کا غور ہو جاتا ہے۔ ہمارے دیش اور جاتی کے متزلزل کا اہلی سبب ادھر ہے۔ دھرم کے مقابلہ میں گورو، ماتا پتا، رشتہ دار، حاکم، محکوم کا کوئی سوال نہیں۔ جب شرعی نام دیو کو اس کی ماں نے گھبرا کر مسلمان ہونے کو کہا۔ تو گورو بانی میں شہادت دی گئی ہے انہوں نے صاف کہہ دیا۔

## نہ میں تیرا پونگرانہ توں میری مائے پنڈ پڑے تو ہر گن گائے

ترجمہ :- نہ میں تیرا بیٹا ہوں نہ تو میری ماں۔ میرا شریر قربان ہو جائے لیکن مسلمان نہ ہوں گا۔ پانچویں ربی نے اپنے شاستر میں سوتو تر لکھا ہے کہ "سمادھی دھرم کا بادل ہے۔" دھرم سے آتم ستھتی آتی ہے اور آتم گیان سے دھرم کی بردھی ہوتی ہے۔ واسٹھ مئی کہتے ہیں کہ گتانی میں دھرم کا اس قدر بل ہوتا ہے کہ اگر اس کے شریر کو آگ سے بھسٹ کر دیا جائے۔ بھر سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ چکی میں پسین دیا جائے۔ تو بھی اس کا من جنش نہیں کھاتا۔ جس طرح شرعی گورو گوند سنگھ جی کے دو تخت جگر جن کی عمر صرف دس بارہ سال کے قریب تھی۔ چکورو کے پدھ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر گئے۔ مگر لاکھوں دشمنوں سے بچے بھیت ہو کر میدان کو نہ پھوڑا۔ گیتا کا مقصد گیان دوارا دھرم بل دیکر کمزور روجوں کو بلوان بنا کر دھرم کے لئے جام شہادت پلانا ہے۔ ارچن کو سات سوشلوک سنا کر بھگوان نے ادھر میوں کے لشکر میں اس کو شیر نر بنا کر جنگ کرنے پر آمادہ کر دیا۔ حالانکہ وہ ڈر کر دھنش بان چھوڑ کر چلتا ہوا میدان چھوڑ کر فقیرانہ لباس میں بھبک مانگ کر گزرا رہ کرنے کے ارادہ سے بھاگنا چاہتا تھا۔

دھرم کے معاملہ میں قوم، نس، رنگ، مذہب، ودیا، سائنس کا کوئی سوال نہیں۔ پرانی ماتر دھرم کے انوشن کو قبول کرتا ہوا جہانتا بن جاتا ہے۔ چار ورن، چار آشرم ہیں، کوئی بلے۔ گورو نانک سو آپ ترے گل شکل ترازو ہے۔ برہمن، کھشتری، دیش، شودر۔ یہ سب ہی بھگوت شرن سے آتم پد کے ادھیکاری ہونے ہیں۔ (ادھیائے ۹۔ شلوک ۳۲)

## پیرانشٹھیا یا نش کرم سبھی

ویدوں کا سار آپنشدوں میں دیا گیا ہے۔ اور اپنشدوں کا سار گیتا ہے۔ گیتا کا سار اٹھارھواں ادھیائے ہے۔ اور اٹھارھویں ادھیائے کا سار تین شلوکوں (۵۱، ۵۲، ۵۳) میں دیا گیا ہے۔ ان تین شلوکوں کا خلاصہ مطلب گیتا ہے۔



کے لئے نیچے دیا جاتا ہے۔ شدھ بدھی (تصعب سے پاک) سے ٹیکت ہو کر ایکانت دیش میں، ساتوک  
 آماری ہو کر من کو یم نیم دوارا روک کر اپنی بانی اور شریر کو قابو میں رکھتا ہوا ویراگ وان پرش، دھیان لوگس کے  
 پرائن ہوا۔ ساتوک دھارنا سے۔ شبد آدی وشو سے اُپر ام ہوا۔ راگ دوش سے پاک، انہکارا بل، ٹھنڈا، کام  
 نرودھ، سنگرہ۔ اور ممتا سے رست، شانت انتہ کرن ہوا سید اندھن برہم میں۔ اپنی بھاو سے لین ہونے کے یوگ ہوتا  
 ہے۔ اُس پار برہم پر مشور کو پاکر سروت پر سن آتما رہتا ہے۔ فکر۔ اندیشہ۔ علم و اہم سب اس کا دور ہوتا ہے  
 وہ ساری مخلوقات میں برہم جوئی کو سم دیکھتا ہے اور اس طریق سے گیدان کی پرائشٹھا کو پراپت ہوتا ہے۔

## سارگیتا

تیسرے ادھیائے کے شلوک ۳۰ میں بھگوان نے ارجن کو کہا ہے۔ کہ دھیان لٹ پت سے سمبورن کر میں  
 مجھ میں سمرن کر کے آشا رست، ممتا رست، سنتاپ رست ہو کر شتر دوں سے پتھ کر۔ پھر اسی ادھیائے کے  
 شلوک ۳۱ میں کہا کہ من بدھی سے پرے ہر طرح سے بلوان اور سر لٹ اپنے آتما کو جان کر من کو قابو رکھ کر  
 اپنی شکتی کو سنبھال کر درجے (نہ نفع ہونے والے) کام روپ دشمن کو تو مار۔ پھر گیارھویں ادھیائے  
 کے شلوک ۳۴ میں کہا۔ کہ بھیشم آدک شور بیر (شتر دوں) کو مار اور کسی قسم کا بھے مت کر۔

ان تینوں شلوکوں کو ملا کر پڑھنے اور دچارنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بھگوان کا منشا ارجن کو شتر دوں کا  
 مقابلہ ڈٹ کر کرنے کی ترغیب دینا ہے۔ اور اس کے حوصلہ کو بڑھانا ہے۔ میرے خیال میں گیتا کی جس قدر ٹیکاس  
 بھگوان کے اس منشا کے خلاف کی گئی ہیں وہ سب ہی گمراہ کن ہیں۔ گیتا کا منقویہ جگیا سو کے آکا کو بڑھانا ہے دشمن  
 چاہے۔ اندرونی (کام، کردھ آدک) ہوں۔ خواہ دھرم کے دشمن راکھشس پر کرتی کے لوگ ہوں، ان کا مقابلہ کرنے  
 سے مٹ جانا دھرم کو پیٹھ دینا ہے۔ گیتا پرش رتھ پر زور دیتی ہے۔ شروع سے لے کر آخر تک یہی تعلیم دیتی  
 ہے۔ کہ کش کو مرنے دم تک پڑش رتھ کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔

دوسرے ادھیائے کے شلوک ۳۴ کے اوسار سکھ، دکھ، نفع، نقصان، فتح شکست کو سامان سمجھ کر آدھرم  
 کو ناش کرنے کا آدم کرنا پرانی ماتر کا پرہم دھرم ہے۔ انسان کو وہ فعل ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ جس سے اس کی لوک  
 پر لوک میں نندا ہو۔ نندا سے تو مر جانا بہتر ہے۔

جن لوگوں نے اپنے فرائض منصبی (ورن آشرم دھرم) کا تیاگ کر دیا ہے۔ وہ چون میں کبھی سچل  
 نہیں ہو سکتے (شلوک ۳۳ ادھیائے ۲)

خلاصہ یہ کہ شریر جاتے۔ دھن جاتے، مال و دولت اور اولاد جاتے۔ لیکن  
 دھرم کو کبھی نہ چھوڑے بلکہ دھرم کی رکھش کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دے  
 یہی گیتا کا تاثر ہے۔



# بیاکھی

سیرِ زولم شری تارا چند باغی

غنجہ غنچہ چٹک رہا ہے آج  
پتا پتا بہک رہا ہے آج

فصل گل لے کے آگیا بیاکھی  
سارا گلشن بہک رہا ہے آج

گلشن دہر میں بہا آئی  
ہر شجر نے نئی تبا پانی

غنجہ و گل ہوئے ہیں جلوہ فروش  
باغ میں ہر طرف ہے رعنائی

شاہراوی طرب کی آئی ہے  
عیش و عشرت کو ساتھ لائی ہے

ہر طرف حجم رہی ہے بزم نشاط  
آج ہر سو خوشی سوائی ہے

دوست کے پاس دوت جاتے ہیں  
ہستے گاتے تے گلے لگاتے ہیں

روحے دلبر منہ لے میں سب  
آج ہم بھی انہیں شاتے ہیں

# بیغام بہار

صبا مبارک کا تار لانی کہ پھر چمن میں بہار آئی  
جو خونِ شانوں میں سرسرایا تو پتیوں نے بھی سر اٹھایا  
وہ شاہد ان چمن بھی جاگے جو تھے قیامت کی نیند سوئے  
گلوں کا حسن و جمالی دیکھو وہ رنگ و بو کا وصال دیکھو  
وہ بابل و لفقار آئی گلوں پہ ہونے نثار آئی  
یہی اک دھوم سی چمن میں خوشی کا عالم ہے انجمن میں  
ادھر سے پھر دل جلوں کا آنا کلی کو داغ جگر دکھانا  
کلی کی نہر سکوت ٹوٹی خدا خدا کر کے منہ سے پھوٹی  
کہ مجھ پہ قربان ہوئے والو مری مجدائی میں رونے والو  
کھلا ہے بازار حسن اپنا جو سر میں رکھتے ہو میرا سودا  
تمہیں تمنا جو دید کی ہے جو تم کو خواہش خرید کی ہے  
تو حسن میں نے لٹا دیا یہ مال سستا لگا دیا ہے  
یہ سن کے آواز جان افزا کلی کا منہ بلبلوں نے چوما  
اب ان کے دل کھلی کلی تھی نہ اب وہ پہلی سی بیکلی تھی  
مراد بر آئی بابلوں کی سنی خدا نے ستمزدوں کی

پوری ملے پھر بھی کئے پھرے  
دلوں کے ارمان خوب نکلے



# باون اکھری

مرسلہ شری سادھو رام اروڑہ چین پاکستان

گزشتہ سے پیوستہ  
شلوک نمبر - ۱۱۔

لاچ جھوٹ بکار موہ بیابت موڑھے اندھ  
لاگ پرے درگھند سیوں نانک مایا بندھ

ارتھ :- لاچ جھوٹ عجیب ترسم لذات فانی کی محبت بے وقوف اندھے کے دل میں جگ پالتے ہیں۔ گورو صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ ایک بدبو (مردار دنیا جو گزشتہ اور گزشتہ ہے) پر لگ رہے ہیں۔ اور محسوسات (کے دم میں) بندھے ہیں۔

پلوڑی نمبر - ۱۱۔

للاپٹ بکھے رس رلے۔ اینگ مذھ مایا مد ماتے  
آیا مایا مینہ جنمہ مرنا۔ جیوں جیوں کم تے تیوں کرنا  
کوو اُون نہ کوو پورا۔ کوو سکھ نہ کوو مورا

جعت جت لاوہ نت نت لکنا نانک ٹھاکر مڈا الیا

ارتھ :- للا کے ذریعہ پدیش ہے کہ (آدمی) لذات فانی کی محبت میں رنگے ہوئے لیٹے ہیں۔ خودی کی عقل (جزوی دانائی) اور محبت فانی کی شراب سے مست ہیں۔ اس خواہش لذات فانی (مایا میں روکر) جم مرن کا سلسلہ ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ جیسا جیسا حکم الہی ہے۔ دیا دیا کرنا چاہیے۔ کوئی ناقص نہیں اور نہ کوئی کامل ہے۔ نہ کوئی دان ہے۔ نہ بیوقوف جس جس کام میں تو نے لگایا ہے۔ (اے پرستار) اسی کام میں لگا ہے۔ گورو صاحب فرماتے ہیں کہ وہ ٹھاکر (مالک موجودات الٰہی و مادی) محسوسات سے ہمیشہ الگ اور پاک ہے۔

شلوک نمبر - ۱۲۔

لال گوپال گو بند پر بھ گہر گبجھ اتھاہ

دوسرنا میں اور کو نانک بے پرواہ

ارتھ :- پیارا موجودات کا پالنے والا۔ اشکال کا نقطہ یا خلوقات کا مرکز پر مشیر ہے جو اپنی ذات میں ایک ایسا عقیق ہے۔ کہ تمام بالذات ہے۔ اور اس کی اتھاہ نہیں پائی جاتی (اس کی مانند) دھرا اور کوئی نہیں۔ گورو صاحب فرماتے ہیں کہ وہ (بڑا) بے پرواہ ہے۔

پلوڑی نمبر - ۱۲۔

للا تا کے لوئے نہ کوو ایکہ آپ اور نہ ہوو

ہوون ہارہوت صد آیا۔ او اکا انت نہ کا ہو پائیا



کیٹ ہست میں پور سما نے پرگٹ پر رکھ سب ٹھاؤ جانے  
جا کو دنیا ہر رس اپنا۔ نانک گورکھ ہر تہ چننا۔

ارکھ :- لاکھ کے ذریعہ ہدایت ہے۔ کہ اس (پریشیر) کے برابر اور کوئی نہیں۔ وہ ایک ہی آپ ہے۔ (ہستی کے لائق) اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہی ہستی کے لائق ہے جس کی ہستی ہمیشہ سے ہے۔ اس کا انت کسی نے نہیں پایا۔ وہ چوٹی اور ماتمی میں (کیان) پورا سارا ہے۔ جو سب میں محیط ہو رہا ہے۔ اس پرش کو ظاہر ہر جگہ جانا چاہیے جبکہ پریشیر نے اپنی لذت (محبت) دی ہے۔ گورو صاحب فرماتے ہیں کہ مرشد کے ذریعہ وہی ہر جینے والا ہے۔

سلوک نمبر ۱۳- آتم رس جہہ جانیہ ہر رنگ سہجے مان

نانک دھن دھن دھن جن آئے تے پروان

ارکھ :- جس نے لذت روحانی کو جانا ہے وہی شانتی سے دھن اپنی کی لذت پاتا ہے۔ گورو صاحب فرماتے ہیں کہ (ایسے بزرگوار لوگ) دھنیاد اور شکر یہ کے مستحق ہیں۔ اور ان کا اس عالم نانی میں پیدا ہونا قبولیت الہی کا دھیر رکھنا ہے۔

پوربی نمبر ۱۳- آکھا نفل ناہو کو گئے۔ جاس رس ہر جس بھنیے

آے بسے سادھو کے سنگے۔ آن دن نام دھیا دینہ لنگے

آوت سو جن نامنہ رانا۔ جا کو دیا میا بدھاتا

ایکھ آون پھر جون نہ آیا۔ نانک ہر کے دس سما یا

ارکھ :- اسی شخص کو دنیا میں مبارک مخلوق شمار کرنا چاہیئے جسکی زبان حمد و ثنائے الہی میں مصروف ہے۔ جو دنیا میں اگر عارفان الہی کی محبت میں بستے ہیں۔ (رہتے ہیں) ہر روز محبت سے نام الہی کا ورد کرتے ہیں۔ وہ شخص نام الہی میں رنگا ہوا پیدا ہوتا ہے جس پر وہ خالق موجودات رحم و فضل کرتا ہے۔ گورو صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا شخص ایک ہی دفعہ دنیا میں پیدا ہوتا ہے اور آئندہ کبھی جن میں نہیں جاتا۔ (تناسخ سے آزاد یا آواگون سے مُکت پاجاتا ہے) دیدار الہی میں محویت پاتا ہے۔

شلوک نمبر ۱۴- یاس جیت من ہوئے اند بنسے دو جا بھاؤ

دو کھ درد تر سنا۔ تجھے نانک نام سماؤ

ارکھ :- جبکا درد کرنے سے دل میں سرد ہو۔ اور غیر کی محبت دور ہو جائے۔ دکھ درد اور خوشی (کی آگ) بجھ جائے۔ گورو صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے نام الہی میں محویت پیدا کرو۔  
پوربی نمبر ۱۴- ییا جارو درمت دوو۔ تسہ تیاگ سکھ سہجے سوو

ییا جائے پرو سنت سرنان جہہ آسرا یا بھول ترناں

ییا جنم نہ آوے سوو۔ ایک نام لے منہ پروو



یہاں جنم نہ ہا رہیے۔ گور پورے کی ٹیک  
نانک تہہ سکھ پایا۔ جا کے ہیرے ایک

اگر تھہ :- یہا کے ذریعہ ہدایت ہے۔ کہ بدعتی اور دودنی کو جلا دو۔ ان کو (بدعتی اور دودنی کو) چھوڑ دے (جو باقی رہے) وہی  
سچ سکھ یا نربان بد یا عالم الہیت ہے۔ یہا کے ذریعہ یہ بھی ہدایت ہے۔ کہ عارفان الہی کی پناہ میں جا پڑو۔ جس کے آسے  
اس خوف کے دریا کو تیر سکتے ہیں۔ (یعنی عالم محسوس سے باہر ہو سکتے ہیں) نیز اسی حرف کے ذریعہ یہ بھی ہدایت ہے۔ کہ وہ شخص جو جنم  
میں نہیں آتا۔ (نجات پا جاتا ہے) جو ایک ہی نام الہی کون میں (شکا کی طرح) پرولے۔ یہا کے ذریعہ یہ بھی ہدایت ہے۔ کہ اس شخص  
(انسانی زندگی) کو بار بار چاہیے۔ (غفلت سے لذات فانی کی خواہش میں برباد نہ کرنا چاہیے) گور صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس شخص نے رحمت  
ابدی کو پایا ہے۔ جس کے دل میں ایک پریشیر ہے۔ (غیر کوئی نہیں) (باقی پھر)

پنڈت چان رام جی وف

ح

اے خدائے پاک و برتر خالق ارض و سما مالک کل کائنات دسرے رب العد  
تو خداوند جہاں مالک ہے نوح و قلم کا۔ تیرا بندہ کس طرح تیری کرے حمد و ثنا

عجب سی لیل تیری تو لیلادھر بھگوان ہے۔ دیکھ کر انسان کی جسکو عقل حیران ہے  
از زمین تا آسمان تیرا ہی پھیلا ہے ظہور۔ شکستیاں میں سب تیری تو سر و شکستیاں ہے

مرے آقا مرے مولا عدل گستر ہے ٹھاکر۔ پو جاری ہے مرا تن اور مراں تیرا مندر  
عطا کرے فقط توفیق یہ اے ذات پاک تر۔ شائے اپنی ہستی تیری خدمت میں ہر نوکر

عزت نہیں رکھتے ہیں وہ حشمت نہیں رکھتے۔ بندے ترے کچھ خواہش دولت نہیں رکھتے  
رکھتے ہیں تو رکھتے ہیں فقط تیری تمنا۔ ہم اس کے سوا کوئی بھی چاہت نہیں رکھتے

تیری شان کر بھی ہے کہ دیکر بھول جاتا ہو۔ مگر تیرا گداے در یہ لیکر بھول جاتا ہے  
کوئی کا فر ہو یا مومن بچھے سب باؤں میں مگر یہ آدمی ہی بھٹکوا کر بھول جاتا ہے

چھوڑ کر دور کو ترے جا کے کہاں بندہ تیرا۔ تو ہی اے مولا ہے حاجت مند کا حاجت روا  
جب بھی مانگا پھیلا کر تم نے دامن سامنے۔ گو ہر مقصود سے دامن ہمارا بھر دیا

مرے محبوب کے پاک و مقدس آستانے پر۔ بشر تو کیا فرشتے بھی جھکا دیتے ہیں اپنے سر  
بڑا وہ دینے والا ہے وہ دیکر بھول جاتا ہو۔ کبھی خالی نہیں لوٹا کوئی سائل یہاں نہ کر



# بھارت ورث کے پرسدھ تر قھوں اور تواریخی مقامات کی یا ترا

بذریعہ ریل گاڑی 14 مئی 1964ء مطابق جیٹھ شدی تیج بروز ویروار بوقت 5 بجے شام دہلی اور جے پور (راجستھان) تیرتھ یا ترہ کے کئی سادھن میں لیکن جو سوجیدائیں ریل گاڑی کے ذریعہ ہو سکتی ہیں، وہ اور کسی سادھن سے سہا سہت نہیں ہو سکتیں۔ پس اس لکش کو تیز نظر رکھ کر ریل گاڑی کے ذریعہ یا ترا کر نیکا پر بندھ کیا گیا ہے۔ اس میں روپیہ کی حفاظت۔ اسباب کی چوکیداری۔ سونے کا انتظام مندروں اور ندیوں کے درشن اور اشنان میں ساودھانی۔ کیرتن بھجن اپدیش اور کھانے پینے کی سہولتیں۔ بیماری میں دوا دارو اور تیمارداری کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ پہلی یا تراؤں میں جن جن تنکالیفوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ انکواب کی دفعہ بالکل ختم کر دیا ہے۔ کراپہ ریلوے کل 75 روپیہ فی یا تری اور اس میں ایڈوانس 5 روپیہ فی یا تری ہے۔ خواہشمند اپنی سیٹیں ریزرو کروانے کے لئے جلدی لکھیں۔ ورنہ سیٹیں پُر ہونے کے بعد موقع ہاتھ سے نکل جاوے گا۔

مکمل پروگرام کیلئے

کسی ایک نیچے تہ پر خود یا ترہ دوارہ لکھیں

(۱) رام راجیہ تیرتھ یا ترا سستی 8958 دیش بندھ  
گیتاروڈ پیارٹھج ٹی دہلی۔ پیڈ آفس ٹکٹوں 4523  
(۲) مسیز زنجھول برادرس نارائن دھوپ والے  
صدر تھانہ روڈ دہلی (راجستھان)

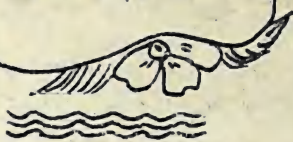
(۳) رام راجیہ تیرتھ یا ترا سستی ٹکٹ دینا تھ چاند پول  
بازار جے پور (راجستھان)  
(۴) شری رام سے شام شرما گڈ لاہاری پولٹ آفس  
گڈ لا کرولی (راجستھان)

(۵) سیٹھ ہیرالال ڈال چند 110 سن  
بازار بھوگل جنگ پورہ ٹی دہلی ٹکٹوں 75  
(۶) مسیز اونکار لال ناٹھوہل پٹناری رام پورہ  
بازار کوٹہ (راجستھان)





از حکیم عیلا اس جی مفسر



# دل سے دو باتیں

اے دل۔ کیا کبھی تُو نے یہ بھی سوچا کہ زندگی کا مقصد کیا ہے؟ کیا زندگی کا مقصد یہی ہے جو تُو نے یقین کر رکھا ہے اور جس پر عمل بھی کر رہا ہے۔ یعنی صبح سویرے اٹھنا۔ ناشتہ کرنا۔ دوسرا کد دنیاوی کاروبار کر کے چھ کھانا کھانا۔ پھر دنیاوی کاروبار۔ پھر رات کا کھانا اور سو جانا۔ بس یہی ہے تیری زندگی کا آئینہ۔ جس میں تو انیائے دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہے۔ اور خیال کر رہا ہے کہ بڑے آئندگی زندگی گذر رہی ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔ کہ اب تو فیر لطف ہے زندگی اپنی عاقبت کی خبر خدا جلتے۔

لیکن نہیں پیارے یہ تیری غلط فہمی ہے۔ تُو نے جو راستہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس راستے پر چلتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچنا دشوار ہے۔ لیکن بیشتر اس کے کہ تو راستے کے شوق و اذیت حاصل کرے۔ پہلے اپنی منزل مقصود کا پتہ لے لے۔ شاسترا اور مہاریش کہتے ہیں کہ انسان کی منزل مقصود خود انسان کے اپنے اندر ہی ہے۔ اس منزل مقصود کو کوئی تو ایشور درشن کہتا ہے۔ کوئی برہم گیان کہتا ہے۔ کوئی اتم گیان کہتا ہے۔ کوئی خود شناسی کہتا ہے۔ کوئی خود آگاہی کہتا ہے۔ اور کوئی خدا شناسی کہتا ہے۔ غرض کہ نام مختلف ہوتے ہوئے بھی معنی ایک ہے یعنی تیری منزل مقصود تیرا اپنا آپ ہی ہے۔ اور اسی اپنے آپ کو پلے کیے مہاریش یا شاستر جو طریقہ۔ وہی یا سادھن بتلاتے ہیں۔ وہ ہے اس کا راستہ اور منزل مقصود پر پہنچنے کیلئے ضروری ہے۔ کہ کسی وقف آدمی سے راستہ دریافت کیا جائے۔ اور اس راستہ پر بچتے دلی سے قدم بڑھاتے ہوئے اس وقت تک آرام نہ کرنا چاہیے جب تک منزل مقصود تک نہ پہنچ جاوے۔

مگر اے دل۔ تُو نے تو ابھی اس راستے پر قدم ہی نہیں رکھا۔ تیری زندگی کا مقصد تو فی الحال ہی نظر آ رہا ہے۔ جو تُو نے سمجھ رکھا ہے۔ کہ کھانا۔ کاروبار کرنا اور سوجانا۔ لیکن یہ کب تک۔ اگر اسی طرح ہی زندگی بسر کرتا رہا تو آخر میں پھٹنا پڑے گا۔ دست تناسف لانا پڑے گا۔ مگر اس وقت کیا ہو گا۔ کچھ بھی نہیں۔ جو کچھ کرنا ہے۔ ابھی کر لے۔ دیکھ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔

لے کل کرتی آج کر آج کرتی اب۔ جب پر لے ہو جائی پھر کرے گا کلب۔

لیکن تُو نے تو یہ یقین کر رکھا ہے۔ کہ میری موجودہ حالت ہمیشہ اس طرح قائم رہے گی۔ یہ دنیاوی سکھ۔ یہ جہانی رحمت۔ یہ دولت احباب۔ دغاوار یہ دھن دولت۔ وغیرہ اسی طرح میرے پاس ہمیشہ موجود رہینگے۔ مگر نہیں پیارے کبیر بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ تمام حالات اور واقعات ہمیشہ اسی طرح رہیں۔ دراصل تجھ پر اگیان کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ آنکھ پر جہالت کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ اس لئے تجھے حقیقی نظارہ نظر نہیں آتا۔ اور جو کچھ نظر آتا ہے۔ وہ ان بیرونی آنکھوں سے ہی نظر آتا ہے۔ اندر کی آنکھ سے نہیں۔ دیکھ ذرا تو ہم لالہ گہرے و چار کے ساتھ دیکھ۔ کہ بھگوان کی کرپا سے اس وقت زندگی کے جو لوازمات از قسم دنیاوی سکھ۔ دھن دولت رحمت ثنیتہ اور وغیرہ تجھے حاصل ہیں۔ تجھ سے پہلے کسی کے پاس نہیں تھے۔ اگر تھے تو کیا اب بھی ان کے پاس اسی صورت میں ہیں؟

اگر تُو ٹھنڈے دل سے وچار کرے گا۔ تو تجھے ماننا پڑے گا۔ کہ یہ لوازمات لا تعداد انسانوں کے پاس تھے۔ مگر اس وقت ان کے پاس تو نہیں۔ بلکہ دوسرے لا تعداد انسانوں کے پاس ہیں۔ مثلاً اس وقت جو یہ بڑھے بزرگ تجھ کو نظر آ رہے ہیں۔ کسی وقت نوجوان تھے۔ وقت تھا جب یہ بھی اکڑ کر چلا کرتے تھے۔ مگر اب لالچی کے بغیر ایک تدم چلنا بھی دشوار ہے۔ وقت تھا جب یہ جوانی کے نشہ میں مخمور سینہ تان کر چلتے تھے۔ مگر اب سینہ تو بجائے خود اپنی کمر تو سیدھا کرنے کی ہمت نہیں۔ وقت تھا جب یہ اپنی گرج دار آواز سے لوگوں کے دل ہلادیا کرتے تھے۔ مگر اب آواز اتنی کمزور اور نحیف ہے کہ پوری طرح سے بات بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ غرض کہ جوانی دیوانی



کے تمام غرور کا ٹراؤ اور مستیاں جوانی کے ساتھ چلی گئیں۔ اب بھی جسم تو وہی ہے۔ مگر قدرت کے انتظام کے ماتحت غرور کی بجائے انکساری، اگر اؤ کی بجائے نرمالتا۔ اورستیوں کی بجائے بابوسیاں چھاری ہیں۔ وہ شریر جس کی طاقت، خوبصورتی، علم و دہر پر ناز تھا۔ اب بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ اس عالم سیری میں وہ درمست احباب جو جوانی میں جان ناک قربان کرتے تھے اب منہ دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اس کے کسی اور بے بسی کی حالت میں انسان چاہتا ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے۔ یہ شریر جھوٹ جلتے تو اچھا ہے۔ تاکہ موجودہ تکلیف سے توجات حاصل ہوگی۔ مگر ایسا ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ انسان جو کچھ کرم بھی پچھلے جنم میں کر چکا ہے۔ اس کا پھل تو ضروری بھوگنا پڑے گا۔ جو قرض اٹھایا گیا ہے وہ انا زنا پڑیگا جو نقص کا شفت کی گئی ہے۔ وہ کاٹھی ہوگی۔ جب تک پچھلا حساب سببانی نہیں ہوتا۔ تب تک تو جو اور شریر کا ساتھ چلتا رہے گا لیکن جو بھی پچھلا حساب ختم ہوا۔ تب شریر چھوٹے ہیں ایک لمحہ کی بھی دیر نہیں ہوتی۔ بغیر سابقہ جنم کے کرموں کا پھل بھوگے یعنی قرضہ اٹارنے کے اور کسی بھی اندیز سے یا کوشش سے چھٹکارا مشکل ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص جو ریچھ نجا کر گذر اذات کیا کرتا تھا۔ پھر تاجر بنا ایک ایسی جگہ پہنچا۔ کہ جہاں ایک مہاں پرش اپنے ست سنگیوں اور چیلوں کے ہمراہ بیٹھے ست سنگ وازنالاپ کر رہے تھے فقیر نے دیکھا۔ کہ یہ مہاں پرش ہیں۔ چہرے پر شامی اور نور پرش رہا ہے۔ کئی معتقد پاسبیٹے ہیں۔ خیال آیا کہ ذرا ان کو بھی اپنے ریچھ کے کرتب دکھاؤں۔ آتشا ہے کہ یہاں سے اچھے پیسے مل جائیں گے۔ یہ سوچ کر فقیر اس مہاں پرش کے سامنے گیا۔ نمسکاری۔ اور کہا کہ مہاراج اگر آپ آگیا دیں۔ تو میں آپ کو اپنے سدھلے ہوئے ریچھ کے کرتب دکھاؤں۔ مہا تاجی نے آگیا دیدی۔ اور فقیر نے کرتب دکھانے شروع کئے۔ تھوڑی دیر تک کرتب دیکھنے کے بعد مہا تاجی کی آنکھ سے کرتب بند ہو گیا۔ اور بچارہ ریچھ ہانپتا ہانپتا ایک طرف بیٹھ گیا۔ مہا تاجی نے اپنے ایک شیشہ کو کہا کہ اس فقیر کو تیس روپیہ سواچھ آئے دیدو۔ فقیر نے سنا تو حیران رہ گیا۔ فقیر کا وچار تھا۔ کہ روپیہ دو روپیہ مل جائیگے۔ مگر یہ تو تیس روپیہ سواچھ آئے دے رہے ہیں بھلا کیوں؟ فقیر ابھی یہ بات سوچ رہا تھا۔ کہ مہا تاجی کا شیشہ رقم بیکر آیا۔ اور فقیر کے ہاتھ پر رکھ دی۔ اب مہا تاجی نے فرمایا۔ کہ اے فقیر تم نے یہ رقم تیرے ریچھ کو بھگوان کے نام پر دی ہے۔ اور بخش دی ہے۔ ادھر نہیں دی۔ مہا تاجی کے منہ سے یہ شدید نکلنے کی دیر تھی۔ کہ اسی لمحہ وہ ہانپتا کا شیشہ ریچھ بھٹکا ہو گیا۔ گردن ایک طرف کو لڑھک گئی۔ اور پران پچھیر و شریرے اڑ گئے۔ فقیر نے دیکھا۔ کہ ریچھ تو مر گیا ہے۔ اور رونے لگا۔ کہا کہ مہا تاجی یہ کیا بات ہوئی۔ میری تو روزی ماری گئی۔ میں تو اسی ریچھ کے ذریعہ ہی روزی کما کر اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ اب میں کیسے کرونگا؟ میں اچھا آپ کے پاس آیا۔ کہ اپنی روزی کا ذریعہ بھی ختم ہو گیا۔ فقیر کی یہ بات سن کر مہا تاجی مسکرائے۔ اور فرمایا۔ کہ روئے اور فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ تم کو یوگ سدھی سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس ریچھ نے پچھلے جنم کا جو قرضہ تم کو دینا تھا۔ اس میں سے باقی تیس روپیہ سواچھ آئے رہ گئے ہیں۔ اور وہی رقم تمہیں چکارا ہے۔ یہیں خیال آیا۔ کہ اس طرح پیسہ دو دو پیسے مانگتے مانگتے یہ رقم کب تک پوری ہوگی۔ اور کب اس بچارے ریچھ کو اس جوئی سے چھٹکارا حاصل ہوگا۔ کیوں نہ تم ہی یہ رقم بھگوان کے نام پر ریچھ کو دیدیں۔ تاکہ اس کا چھٹکارا ہو۔ چنانچہ تم نے یہ رقم اس کو بطور بخشش کے دیدی ہے۔ تنہا راقض ادا ہو گیا۔ اب اسی کا زندہ رہنے کا کوئی کارن باقی نہیں رہا تھا۔ اس لئے اس کے پران چلے گئے۔ ہاں اگر تم یہ رقم نہ دیتے تو جب تک ریچھ تمہارا قرضہ نہ آتا رہتا۔ یہ تمہارے پاس رہتا۔ یہ قرضہ خواہ ایک دن میں اُترتا۔ خواہ کئی سال میں۔ اور قرضہ اترنے کے بعد اس نے تمہارے پاس رہنا نہیں تھا۔

فقیر اور دیگر ست سنگیوں نے مہا تاجی کے یہ وچن سنے۔ تو دل پر اثر ہوا۔ اور اس بات کا یقین آ گیا۔ کہ دراصل یہ سنسار دین کے سہارے چل رہا ہے۔ یہاں جو بھی کاروبار ہو رہے ہیں۔ سب پچھلے جنموں کے سنسکاروں اور لین دین کا نتیجہ ہے۔ جو بھی شریر یہاں آیا ہے۔ وہ اپنا لین دین ختم کر کے یہاں سے چلا ہی جائے گا

(باقی پھر)





اس دنیا میں رہتے رہتے بیتے سنتے سال  
کھان پان کا رہا نہ ٹوٹا جیب رہی کنگال  
ٹوٹے دانت ہوئے ایسا جیسے ہو کنگال  
جگ جگ جیو دندان سازو کرتے بڑا کمال

بُرا ضعیفی میں ہوتا ہے لوگو سب کا حال  
سر کے بال ہوئے سب ایسے جوں چاندی کے تار  
مطلب کی سب دنیا دیکھی سر شوہر نکوہ لیسار  
عشق میں تیرے جس نے چھوڑا یاں اپنا گھر بار  
پھبتی اس پر لوگ اڑاتے طعنے دیتے یار

تنہائی میں اناں رونا سو جب دکھ اپار  
اوپر کھا بڑا رستے لانگھے ٹرے بڑے طوفان  
حرص و ہوا سے بچا نہ کوئی پھکڑ اور سلطان  
تیرے غم میں روتے روتے جیو سوا ہلکان  
کہاں سویا تو کاہنا جا کر ایسی لمبی تان

تیری مٹنی میں بے بسی اتنو میری جان  
محل دو محلے چھوڑے اپنے جنگل کٹا چھائی  
تیرے ہی ملنے کی خاطر آنگ بھجوت رانی  
کہیں پکارے جا کر بابا کہیں پکارے مائی  
مایا دانت پھر بھی دیکھو پیچھے دوڑی آئی  
ٹھوکر کھا کر پھر بھی تم نے کوئی راہ نہ پائی

نرہیل پر سب رعب جہاتے یاں دیکھو بلوان  
منجھ کو دنیا ایسی لگتی جیسے ہو شمشان  
ہیں کنگال یہاں کے باسی اک تو ہی جھونا  
من سند میں تیرا لبیرا کب ہو گا کھجوان

تیرے ہاتھوں مرنے دیکھ بڑے بڑے شیطان  
تجھ سے ہی ارد اس لگاتے کہتے دیندیاں  
کوئی منور ناگر کہتا کوئی مدن گوپال  
روتے روتے غم میں تیرے حال ہوئے حال  
ناؤ پڑی ادھر میں امیری اسکو تو ہی سنبھال

اس دنیا میں سیدل کا ہے رہنا بڑا محال





رنگہوتی راگھو راجہ رام۔ پتت پاون ستیا رام۔ المیثور المذہبیرے نام سب کو سدگتی شے بھگوان

از قلم ڈاکٹر راج بہادر دوما راز بریلوی

## رام بھگت گاندھی جی

پیکر کیف حقیقت سامنے پاتا ہوں میں  
پرچم بھارت کو بام در پہ لہراتا ہوں میں  
تیرے وعظ حق کے عنوانوں کو دہراتا ہوں میں  
نقش پرور زندگی کو آج استا ثباتا ہوں میں  
تیرا پیرو ہو کے بھی کیوں تھو کر س کھاتا ہوں میں  
ہو کے مسبت کیف اسکو بھولتا جاتا ہوں میں  
تیرے افسانوں میں در سب زندگی پاتا ہوں میں  
گردش تقدیر کی ظلمت کو چمکاتا ہوں میں  
بیکسوں پر دیکھتا ہوں راز حب جو رستم  
ان فلک آسا چٹاؤں سے بھی ٹکراتا ہوں میں

جب تصور میں تیری تصویر کو لاتا ہوں میں  
نام لے کر تیرا اکثر اے محب قلب و جان  
جب کوئی عقدہ سیاست کا نہیں بنو لے میں  
تو نے سکھایا تھا تجھ کو ایک درس سادگی  
تو نڈر۔ بے خوف تھا۔ ایمان صدق تھا تیرا  
حریت کا تونے جو نغمہ سنایا تھا مجھے  
تیری تحریکوں کا چرچا ہے جہاں ہوش میں  
آسرا رکھ کر تیرے ہستے ہوئے جلوں کا آج



ایک نرالی شان پیدا کرنے کیلئے  
لوٹ پالش  
ایڈ  
لوٹ کریم  
استعمال کیجئے

پکپنی نے جدید ترین فارمولوں کے تجربے سے اس  
میں بہت سی خوبیاں پیدا کر دی ہیں آج ہی خریدئے  
استعمال کیجئے۔ اور ملاحظہ فرمائیے روزانہ لاکھوں استعمال کرتے ہیں۔

بیلی بوٹ پالش پکپنی دہلی ۶





# احمد شاہ ابدالی کی لوٹ مار۔

احمد شاہ درانی نے ہندوستان پر چڑھنے کے ارادے کے دوران میں لوٹ مار کا جو بازار گرم کیا، اس کے متعلق اس مضمون میں چند واقعات ہی پیش کئے جا سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم تاریخ کی روشنی میں دہلی کی لوٹ مار کا ایک واقعہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔

مغل شہنشاہ عالمگیر ثانی کے عہد میں احمد شاہ درانی پہلی بار ایک جرار لشکر کے ساتھ دہلی پہنچا۔ مغل سلطنت کی راجدھانی میں احمد شاہ کی پیش قدمی کی خبروں سے ہيجان پیدا ہو گیا۔ عالمگیر ثانی وزیر غازی الدین امداد الملک کے ہاتھ میں کٹھ پتلی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ اور وزیر کی اپنی حالت یہ تھی کہ وہ خوف سے کانپ رہا تھا۔

وزیر غازی الدین کے پاس جبکہ شہر کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا، اس لئے اس نے آئی ملا کو ٹالنے کے لئے ڈیوٹیڈ میگنٹ ٹینک سے کام لینے کی کوشش کی۔ چنانچہ ۲۰ دسمبر ۱۷۵۷ء کو اس نے آغا رضا خاں کو دو لاکھ روپے کے تحائف دیکر ابدالی کے پاس پہنچا تاکہ وہ دہلی پر حملہ کرنے کا خیال ترک کر دے اس دوران میں دہلی میں اطلاع موصول ہوئی کہ احمد شاہ نے پنجاب پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اس کا جنرل جہان خاں دہلی کی طرف بڑھ رہا ہے اس سے دہلی کے لوگوں میں سخت خوف و ہراس پھیل گیا۔ اور وہ بھاگ بھاگ کر شہر میں جو راجہ سردار مل جاتے تھے ان میں سے ایک پناہ لینے لگے۔ ۲۵ اپریل کو وزیر نے سرکردہ درباریوں کی کانفرنس بلائی جن میں تمام کی رائے تھی کہ شہنشاہ کی قیادت میں حملہ آور سے لڑنا چاہیے۔ لیکن اس دوران میں اطلاع موصول ہوئی کہ درانی کے افغان سردار جن خاں نے سرحد پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس سے دہلی میں حالات زیادہ بگڑ گئے۔ لوگوں نے بے تحاشہ شہر سے بھاگنا شروع کر دیا۔ احمد شاہ ابدالی نے سونی پتہ کے قریب اپنا کیمپ لگا دیا۔ ۱۹ جنوری کو وزیر امداد الملک اپنے مصاحبوں کے ہمراہ شاہ سے ملنے گیا۔ ۲ جنوری کو شاہ کا کیمپ نریلا میں منتقل ہو گیا۔ یہاں وزیر غازی الدین امداد الملک نے اس سے ملاقات کی، اور دو کوڑے تاروان کی ادائیگی پر سمجھوتہ ہو گیا۔ ۲۲ جنوری کو شاہ درانی دہلی پہنچا۔ مغل دربار کے معتقد سرداروں نے اس سے دہلی کے تخت پر اپنے بیٹے تیمور کو بٹھانے کی استدعا کی۔ کیونکہ شاہ اس کے لئے خود تیار نہ تھا، لیکن وہ عالمگیر ثانی کی کوکھ سے اُترنے کے لئے تیار نہ ہوا۔ کیونکہ اس کا مقصد ہندوستان میں کوئی مستحکم حکومت بنا کر اس قلم کرنا نہیں تھا بلکہ اس ملک سے دولت کے انبار اپنے ہمراہ لے جانا تھا۔

۲۷ جنوری کو درانی کا جنرل عالمگیر ثانی سے ملاقی ہوا۔ اور انہیں اطلاع دی کہ کل احمد شاہ درانی لال قلعہ میں داخل ہو گا۔ اس اطلاع کے ملنے کے بعد کوئٹہ شہر نے شہر میں منادی کروائی کہ شاہ کے جلوس کے دوران میں کوئی ہندوستانی بازار یا اپنے مکان کے کچھ پر کھڑا نہ ہو۔ (تاریخ امداد الملک تاریخ عالمگیر ثانی) عالمگیر ثانی نے تختپور میں مسجد کے قریب فاتح کا استقبال کیا۔ اور توپوں کی گرج کے ساتھ شہر میں اس کے داخلے کا اعلان کیا گیا۔ اہل دہلی اپنے گھروں کے تختہ خانوں میں داخل ہو گئے کسی مکان سے کوئی آواز تک بلند نہیں ہوتی تھی۔ چاروں طرف ہٹو کا عالم تھا۔ قلعہ میں داخل ہو کر شاہ اور اس کے حرم نے شاہی عیادت پر قبضہ کر لیا۔ اور افغان فوج نے شہر میں داخل ہو کر جی بھر کر لوٹ مار کی۔

(۲) اب احمد شاہ ابدالی کی جوس زر کی روک تھام شروع ہوتی ہے۔ وزیر غازی الدین امداد الملک کو حکم دیا گیا کہ انہوں نے جوش ہی دلت اور جو اہل اہل دہلی میں جمع کر رکھے ہیں۔ وہ افغان خزانہ میں جمع کر آئیں۔ لیکن غازی الدین اس کے لئے تیار نہ ہوا۔ اس لئے اس کی سخت توبیخ کی گئی۔ اور اس کے معتمدوں کو لال قلعہ سے مار پیٹ کی گئی۔ بالآخر اس کے مکان سے تین کروڑ روپے کے زیورات اور تین لاکھ آٹھ سو روپے کی مالیت ۱۶ روپے قلمی برآمد کر لی گئی۔ دوسرے روز نے وزیر انتظام الدولہ کی باری آئی اس سے وزارت کے عوض دو کروڑ روپیہ طلب کیا گیا لیکن اس نے پہلی قسط کے طور پر ایک کروڑ روپیہ ادا کرنے میں معذوری ظاہر کی۔ وہ یہ اقرار کرنے کیلئے تیار نہیں تھا کہ



اس کی جوئی میں آباد اجداد کی جمع کی ہوئی ہے انداز دولت کا مدون خزانہ موجود ہے۔ بالآخر وزیر نظام الدولہ کو درانی کے رو بہ رو پیش کیا گیا۔ درانی نے کہا کہ اگر تم نے آج ایک کروڑ روپیہ کی رقم ادا نہ کی۔ تو تمہیں لٹائی سے باندھ کر سید زنی کی سزا دی جائے گی۔ کیونکہ میری اطلاع ہے کہ تمہارے پاس ۲۰ کروڑ روپیہ ہے۔ میں اس میں سے صرف دو کروڑ روپیہ کا طلبگار ہوں۔ وزیر نظام الدولہ نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا کہ خزانہ کا علم میری ماں بخولا پوری بیگم کو ہے۔ چنانچہ بدھ بیگم کو شاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ شاہ نے اس سے کہا کہ اگر خزانہ کا پتہ بتا دو۔ تو میرے در نہ تمہاری انگلیوں میں کیس ٹھونک دیئے جائیں گے۔ بیگم نے کہا مجھے مدون خزانہ کے محل وقوع کا علم نہیں ماں اتنا جانتی ہوں۔ کہ وہ جوئی میں دبا ہوا ہے۔ تاریخ ابرار الملک کے مصنف نے لکھا ہے کہ تین روز تک جوئی کی کھدائی جاری رہی۔ اور اس میں سے تین کروڑ کا مال برآمد کیا گیا۔ عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ زمین کے نیچے سے آدمی کے قد کے برابر سونے کی ۳۰۰ سلاخیں برآمد ہوئیں جو اہرات ان کے علاوہ صفی شاہ نے اس تمام پر قبضہ کر لیا۔

صرف یہی نہیں، جوئی سے واپس جلتے ہوئے افغانوں نے حرم اسے سے ۱۰۰ حسین لڑکیوں اور عورتوں کو جمع کیا۔ اور اپنے ہمارے لئے لکے۔ لیکن بعد ازاں ان ستائیس سے حسین ترین عورتوں کو منتخب کر کے باقی کو حرم سرا میں واپس بھیج دیا۔ اتنا مال حاصل کرنے کے بعد بھی احمد شاہ کی حرص وہوس کی آگ فرو نہ ہوئی۔ چنانچہ شہر کے امرا کے گھروں میں دولت کی تلاش شروع ہوئی۔ تمام امرا کی جوئیوں کو کھود ڈالا گیا۔ یہاں تک کہ کوئٹہ شہر فواد خاں بھی شاہ کے قبر سے نہ بچ سکا۔ جو کبھی چیز ہاتھ میں آئی۔ قبضہ میں لے لی گئی۔

اس کے بعد شہر کے ہر گھر پر تادان لگا دیا گیا۔ تاریخ عالمگیر ثانی کے مصنف کا کہنا ہے کہ شہر کے ہر بازار میں فوج کے ساتھ ایک کلاہ پوش سردار کو تعینات کر دیا گیا۔ تمام مکانوں کو گون کر ان سے تادان طلب کیا گیا اور مار پیٹ معمولی بات بن گئی۔ لوگوں نے جسمانی اذیت سے بچنے کے لئے زیورات، برتن اور کپڑے تک فروخت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کوئی خریدار نہ تھا۔ سونے کا نرخ آٹھ روپیہ ٹونہ ہو گیا۔ برتن روپیہ تین سو پچیس لگے۔ کئی لوگوں نے مفلسی کی وجہ سے زہر کھا لیا۔ بی شمار لوگ افغان سپاہیوں کے مظالم سے مر گئے جن گھروں نے تادان ادا کر دیا۔ انہیں بھی لوٹ لیا گیا۔ شہر کا ایک ہی آدمی ایسا نہ بچا جسے تختہ مشق نہ بنایا گیا ہو۔ ایک بار دعویٰ کے بعد دوسری بار مٹا لیا گیا۔

**دولت کی ہوس :-** جبہر دیکھو۔ طمع، حرص، کینہ و حسد، گشت و خون کا بازار گرم ہے۔ دنیا میں دولت کی ہوس اس وقت دنیا میں بڑی خرابی مچا رہی ہے۔ دنیا میں سب کس لئے؟ اسی جائیداد کے لئے۔ اسی دولت کے لئے۔ اس کے ہاتھوں چھٹا ظلم ہوا ہو رہا ہے۔ اور ہو گا۔ وہ ناقابل بیان ہے۔ یہی وہ کھیت ہے جہاں دغا اور فریب کے پودے لہراتے ہیں اسی نے ہی انسانوں کو حیوانوں سے بھی بدتر بنا دیا ہے۔ اسی دولت کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ دولت کی بے پناہ خواہش انسان کو منہ لا بنا دیتی ہے۔ دھن کے نشہ میں مدھوش ہو کر دوسرے لوگوں کے دکھ سکھ کا کسی خیال رہتا ہے۔ امیر اپنے عیش و آرام کیلئے غریبوں کا پیٹ کٹا دیتے ہیں۔ ان کی جھونپڑی کو گرا دیتے ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ دولت سدا قائم نہیں رہتی۔ وہ تو جلی ہی جاوے گی۔ لیکن غریب کی آہ بربادی کا باعث بنی کہ کبھی غریب کی خوشی کہا ہے۔ یہ منت سنا ظالم کسی کو مت کسی کی آہ لے۔ دل کے دکھ جانے سے نادان لڑش بھی ہل جائے دولت کا نشہ انسان کو حیوان بنا دیتا ہے۔ ایک ضحائل سے عاری کر دیتا ہے۔ آنکھوں پر بخار اور دل پر پردہ چھا جاتا ہے۔ اسلئے دولت کی ہوس چھوڑ کر اس کو دھرم کے کاریوں میں لگائیے۔ تاکہ آپ کا نقش جسم پھل ہو۔



## رُحُونَتِ آدَم

نتیجہ فکر شری جو نلال شاد مینشی ناضل فیروز پور چھاؤنی۔

جو جاں دیتا تھا حکم ایزدی پر  
اور ہوتا مفتخر رُوشندی پر  
تکبر کر کے اپنی برتری پر  
فدا ہو کر یہ جنگ زندگی پر  
کمر بستہ ہے فتنہ پروری پر  
بے شیدا دل سے سحر شامی پر  
ہیں شاہد اس کی اس خیرہ سری پر  
سیاہ دھتے ہیں اس کی زندگی پر  
ہے نازاں پھر بھی علم و آگہی پر  
پہنچ جلتے سپہر ہفتی پر  
مٹا جاتا ہے فتنہ گستری پر  
نہیں آگاہ اپنی اس کمی پر  
عبث فخر ہے ایسی برتری پر  
اُتر آیا ہے کس بے دانشی پر  
ہے آمادہ خدا سے ہمسری پر  
اے شاد اب اس کے شیوہ کافری پر

جسے تھا فخر حق کی بندگی پر  
تھا جس کا فرض بتا معرفت جو  
بڑا افسوس ہے یہ ابن آدم  
یہ بن کر دوسروں کے حق میں غاصب  
اب ہو چکا ہے اتنا کور باطن  
یہ ہو کر رُوش تلقین موئے  
یہ طیارہ شکن تو ہیں یہ راکٹ  
اور ایٹم بم مہلک تار پیڈو  
بنا کر اتنے سامانِ تباہی۔  
بڑا بے تاب ہے اُڑ کر زمیں سے  
یوں کھو کر اپنے سب اخلاقِ حسنہ  
بدانندہ رُموزِ کیف و کم کا۔  
نہیں یہ عالم اسرارِ قدرت  
ذرا اس کی یہ شوخی دیکھئے گا  
یہ خاکی۔ ناتواں۔ مجبور۔ فانی  
ملائک ہور ہے ہیں غرقِ حیرت

- ۱۔ پر ماتما با حکم۔ ۲۔ پر ماتما کے گمان کا خوشنہند۔ ۳۔ فخر کرنے والا۔ اترانے والا۔ ۴۔ انسان۔ ۵۔ حکم سے دوسروں کا حق چھین لینے والا۔ ۶۔ مال اور دولت حاصل کرنے کے لئے لڑائی۔ ۷۔ مشہور پیغمبر کا نام ہے۔ ۸۔ حضرت موسیٰ کے زمانے میں ایک چالاک آدمی تھا جس نے چالاک اور غریب سے محبت کرنے کی اُمت کو اپنا ہیرو بنالیا۔ ۹۔ شرفی۔ جانت۔ ۱۰۔ رسا توں مسکان۔ ۱۱۔ نیک عادات۔ ۱۲۔ جاننے والا۔ ۱۳۔ منطقی مسائل کوئی چیز کسی ہے۔ اور کتنی ہے۔ ۱۴۔ اترانے والا۔ ۱۵۔ فرشتے



# نوس

## ٹرمی اشیاء اور اسباب کی بکنگ اور باربرواری

وقتاً فوقتاً اس امر کی ہدایات کے باوجود یہ دیکھا گیا ہے کہ مسافر اب بھی بھاری بکس ٹرنک اور سوٹ کیس وغیرہ اپنے ساتھ لے جاتے ہیں جس کی وجہ سے کیا ٹرنک کے دوسرے مسافروں کو حید تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے انڈین ریویز کانفرنس ایسوسی ایشن کے رول ۶۵۵ کو چنک ٹیرٹ نمبر ۱۸ پارٹ ۱ میں یکم اگست ۱۹۶۵ء سے ترمیم کی گئی ہے۔ جس میں درج ہے۔

۶۵۵ کا بلیج انچارج آف ایر کنڈیشنڈ اینڈ فرسٹ کلاس سپرجر

کوئی مسافر گاڑی میں صرف ایسی چھوٹی اشیاء لے جائے جو سفر کے دوران اسے اپنے ذاتی استعمال کے لئے مطلوب ہوں اور جو گاڑی میں دوسرے مسافروں کو بے آرام کرنے بغیر رکھی جاسکیں یا گاڑی میں بیٹھنے والے مسافر کو نقصان پہنچانے سے روک سکیں۔ ٹرنک سوٹ کیس اور بکس باہر سے پائاس میں ۵۵ سینٹی میٹر لمبائی، ۵۵ سینٹی میٹر چوڑائی اور ۵۵ سینٹی میٹر اونچائی میں ہوں۔ انہیں مسافروں کے کیا ٹرنک میں لے جانے کی بجائے بریک دین میں لے جانا چاہئے۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں ایسے مسافروں سے پورے وزن کے مطابق فری لادنس مجرائی دیئے بغیر الگ کر رہ چارج کیا جائے گا۔ ایسے پیکیجز دوران سفر لے جاتے ہوئے معلوم ہونے پر باقی سفر کے لئے انہیں گاڑی کے بریک دین میں ٹرانسفر کر دیا جائے گا۔ صرف اس نامل پر فری لادنس کی اجازت ہوگی جو کہ ایسے پیکیجز بریک دین میں لے جائے جائیں۔ پیسجر کیا ٹرنک میں ناملے کے لئے ایسے پیکیجز لے جانے کی صورت میں کسی قسم کا فری لادنس مجرائی نہیں دیا جائے گا۔ اور وزن پر پورا واجب کرایہ وصول کیا جائے گا۔

البتہ مندرجہ بالا رولز اس مال پر لاگو نہ ہوں گے جو ایک پارٹی کے نام پر ریزرو شدہ سالم کیا ٹرنک میں لے جا باجلائیگا۔ اور نہ ہی سبزیوں، ٹوکریوں، ہینڈ بیگ، چھتریں، چھتریں، اصریوں وغیرہ پر لاگو ہوں گے۔

اشیاء جو کلاز (۱) تا (۴) آف رولز ۵۵۵ آف انڈین ریویز کانفرنس ایسوسی ایشن کو چنک ٹیرٹ نمبر ۱۸ پارٹ ۱ کی ذیل میں آتی ہیں۔ وہ کسی حالت میں بھی مسافروں کو اپنے ساتھ بطور اسباب نہ لے جانی جائیں۔ تمام اشیاء جو گاڑی میں لے جانی جائیں گی وہ مسافروں کی اپنی ذمہ داری پر ہوں گی۔

اگر کوئی شخص اس رول کی خلاف ورزی کرے گا اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

یہ رولز (۶۵۵) سیکنڈ اور تھرڈ کلاس مسافروں پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔ اس رول کے میڈنگ میں ذیل کی ترمیم کی جائے گی۔

۶۵۵ کا (۱) بلیج انچارج آف سیکنڈ اینڈ تھرڈ کلاس سپرجر۔

# چیمٹ کمرشل سپرٹنڈنٹ



# فدایانِ وطن کا نعرہِ مستانہ

شری روشن پھیلاوی

عُدو کے بٹلے کا پیمیاں کرینگے  
 پیئیں گے لہو شوقِ جامِ شہادت  
 بنائیں گے محنت سے قسمتِ وطن کی  
 نہ بھولے گا تا حشر جن کو زمانہ  
 بٹا دیں گے نفرت کی تاریکیاں ہم  
 طربِ خیز نغموں کی تانیں اڑا کر  
 سہینگے خوشی سے ہر اک غم کو لیکن  
 کسی کو بھی شکوہ نہ ہو گا کسی سے  
 چراغِ وفا ہر قدم پر جلا کر  
 کھلائیں گے گلہائے راحتِ وطن میں  
 قسم سے دل و جاں کی اپنے وطن پر  
 وطن سے ٹائینگے رنگِ خزاں ہم  
 وفا سے عبادت سے اپنا فلسفہ  
 نئی روح پھونکیں گے انکے دلوں میں  
 کریں گے دل و جاں سے خدمتِ وطن کی

ہم اپنی حفاظت کا ساماں کریں گے  
 وطن کے لئے جان قرباں کریں گے  
 سبھی مشکلیں اس کی آساں کریں گے  
 جہاں میں وہ کارِ نمایاں کریں گے  
 چراغِ محبتِ فروزاں کریں گے  
 حزیں ہیں جو دل اُن کو خداں کریں گے  
 وطن کے ہر اک غم کا درماں کریں گے  
 ہم اس طور تنظیمِ دوراں کریں گے  
 رہِ عشق میں ہم چہراں کریں گے  
 اسے پھر سے رشکِ گلستاں کریں گے  
 دل و جاں سے قرباں دل و جاں کریں گے  
 یہاں اہتمام بہاراں کریں گے  
 اسی لفظ کو زیبِ عنوان کریں گے  
 سرودہ دلوں پر یہ احساں کریں گے  
 ہم اس کی ترقی کا ساماں کریں گے

حقیقت سے کیا مال و دولت کی روشن  
 وطن پر ٹیچا اور دل و جاں کریں گے



## ط ناردورن ریلوے

مہر خیم اپریل ۱۹۶۴ء سے ٹائم ٹیبل میں عام تبدیلی کی گئی ہے اور چند شعرو گاڑیوں کی رفتار تقاضی تیز کر دی گئی ہے۔ خاص خاص تبدیلیاں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ نئی گارٹریاں جو جاری کی گئیں۔

د، ایک گاڑی امرتسر اور ٹٹاری کے مابین ہر دو اطراف سے (۹ اے ۱۰ اے ۱۱ اے)

د، ایک گاڑی ملٹا روڈ اور ملٹا ٹی کے مابین ہر دو اطراف سے (۷ اے ۸ اے ۹ اے ۱۰ اے ۱۱ اے)

د، ڈیزل ریل کار عدد بازار اور گڑھی ہر دو کے مابین ایک چکر ہر طرف سے (د بی ڈی جی / ۲ بی ڈی جی)

د، ایک گاڑی فیروز پور سے ٹٹاری کے مابین ہر دو اطراف سے (۷ اے ۸ اے ۹ اے ۱۰ اے ۱۱ اے)

د، نئی دہلی اور مدراس کے درمیان ہفتہ میں دو روزہ سدرن ایکسپریس گاڑیاں (۲۱ ڈاون / ۲۲ اپ)

۲۔ گارٹریاں جن میں توسیع کی گئی۔

د، ڈی جے ۲ ڈی جے جو دہلی اور جیند کے مابین چلتی ہیں، جاکھ سے اور تک بڑھادی گئی ہیں۔

د، نئے سٹیشن جو مسافروں کے ٹریفک کیلئے کھولے گئے ہیں۔

د، پہلی کھاس، میرٹھ بھاڈوی اور دورا کے مابین۔

۳۔ گارٹریاں جن کی رفتار تیز کی گئی ہے۔

د، ۹۴ ڈاون جو دہلی پور میں مابین جو دھ پور ڈیگنا اور تن گڑھ پور میں ۷ منٹ

د، ۹۳ اپ جو دھ پور میں مابین جیند رتن گڑھ اور ڈیگنا نا جو دھ پور میں ۷ منٹ

د، ۱ اے ٹی ایف کا ٹینڈر اولی پر

د، ۳۵ ڈاون کا دہلی آزاد پر

د، ۶ ایم ڈی کا صاحب آباد پر

(iv) ۳۹ اپ / ۴۰ ڈاون کا اچالدا پر

(v) ۳۹ اپ کا بارہن پر

(vi) ۹ اپ کا انجی شاہ آباد پر

(vii) ۳۷ ڈاون کا پہلی کھاس پر

(viii) ۱۱۲ اپ کا اچکھین پر

(ix) ۱ اے جے بی / ۲ جے بی کا جیم مالٹا پر

(x) ۲ ایف ٹی ڈی کا ہرن گاؤ، ستوالی اور ہرادی پر

(xi) ۱۳ اپ کا دہلی شاہ پر

(xii) ۱ بی۔ ڈی ایف / ۲ بی آر ایس کا جینا کھٹری اور گنگا نگر اور میرٹھ

(xiii) ۱ بی۔ ڈی ایف / ۲ بی ڈی ایف کا دھن کوٹ پر۔

۶۔ ٹھہراؤ جو منسوخ کئے گئے۔

د، ۱۵ اپ کا ملٹ آباد اور انجی شاہ آباد پر

د، ۲۷ اپ / ۲۸ ڈاون کا کورڈ کشیتر پر

(iii) ۲ ایف ٹی ڈی کا مین پوری کچھری، پانڈنا اور گڑھی پٹنڈاولی اور راولی

د، ۱ ایف ٹی ڈی کا ٹنڈاولی اور راولی پر

(iv) ۲۷ بی آر۔ ایف کا جینا کھٹری اور گنگا نگر اور میرٹھ

۷۔ نئے سٹیشن جو ہٹیا کئے گئے۔

د، ۵۱ اپ کا ۵۵ اپ کے ساتھ مراد آباد پر

د، ۲۰۸ ڈاون کا ۱ اپ (ایم جی) ویسٹرن ریوے کے ساتھ پھلیا پر

د، ۵ کے ایم / ۶ کے ایم کا ۵۵ اپ کے ساتھ باپڑ پر۔

د، ۲ ایف ٹی ڈی کا ۵ کے ایم کے ساتھ فوج پر

د، ۲ بی۔ ایس کا ۳۷ ڈاون کے ساتھ بالاسو پر

د، ۴ بی ایس کا ۶۱ اپ / ۶۵ اپ کے ساتھ بالاسو پر

(vii) ۳ ایس ایس کا ۱۶ اپ / ۶۵ اپ کے ساتھ روضہ پر

(viii) ۴۴ اپ کا ۳۰ ڈاون کے ساتھ ٹھٹو پر

(ix) ۱۵ اپ کا ۶۰ ڈاون (ایم جی) این ای ریلوے کے ساتھ

پریل پر۔







کی بجائے ۱۵-۱۳ بجے چلا کرے گی۔ اور بار ۲۲-۱۳ بجے  
کی بجائے ۲۵-۱۹ بجے پتیا کرے گی۔

(xix) ۲ بجے بی بارم جودہ پور پیسجر بارمر سے ۳۰-۵ بجے  
کی بجائے ۱۱ بجے چلا کرے گی اور جودہ پور ۱۲-۳۰ بجے کی بجائے  
۱۷-۵۰ بجے پتیا کرے گی۔

(xxv) ۲ بجے ایس بی بھلدی سمداری پیسجر بھلدی سے ۲۰-۱ بجے کی  
بجائے ۲۰-۳ بجے چلا کرے گی۔ اور سمداری پر ۹ بجے کی بجائے  
۱۱-۵ بجے پتیا کرے گی۔

(xxvi) ۱ بجے ایس بی سمداری بھلدی پیسجر سمداری سے ۲۰-۱۲ بجے  
کی بجائے ۲۰-۱۶ بجے چلا کرے گی اور بھلدی پر ۲۰ بجے کی بجائے  
۲۲-۲ بجے پتیا کرے گی۔

(xxvii) ۲۰۸ ڈاون مارتا روڈ آگرہ فورٹ ایکسپریس مارتا روڈ سے  
۲-۱۵ بجے کی بجائے ۵-۱ بجے چلا کرے گی۔ اور پھلیا پر ۱۵ بجے  
کی بجائے ۳۰-۶ بجے پتیا کرے گی۔

(xxviii) ۹۶ ڈاون مارواڑ بیگانہ میں مارواڑ سے ۵۵-۱۸ بجے کی  
بجائے ۳۵-۱۸ بجے چلا کرے گی۔ اور بیگانہ پر ۲۵-۷ بجے  
کی بجائے ۵-۷ بجے پتیا کرے گی۔

(xxix) ۱۴ ڈاون ابراہیم پور ایکسپریس دہلی سے ۱۵-۲۰ بجے کی  
بجائے ۵-۲۰ بجے چلا کرے گی۔

(xxx) ۱۲۱۳ اپ دہلی جبر پتیا دہلی سے ۲۰-۱۹ بجے کی بجائے  
۵۰-۱۹ بجے چلا کرے گی۔

(xxxi) ۹۳ اپ جودہ پور میں دہلی سے ۱۰-۲۰ بجے کی بجائے ۱۵-۲۰  
بجے چلا کرے گی۔

(xxxii) ۹۵ اپ بیگانہ مارواڑ میں بیگانہ سے ۵-۲۰ بجے کی بجائے  
۲۰ بجے چلا کرے گی۔

(xxxiii) ۲۰۱ اپ دہلی احمد آباد میں دہلی سے ۵-۲۲ بجے  
بجے کی بجائے ۲۲-۲۲ بجے چلا کرے گی۔

(xxxiv) ۳ بی ڈی آر صدر بازار ریوڑی پیسجر صدر بازار سے ۵-۲۲ بجے  
کی بجائے ۵۵-۱۳ بجے چلا کرے گی۔

(xxxv) ۴ بی ڈی آر ریوڑی صدر بازار پیسجر ریوڑی سے  
۲۰-۱۸ بجے کی بجائے ۵۰-۷ بجے چلا کرے گی اور صدر بازار

۵-۲۱ بجے کی بجائے ۲۰-۱۰ بجے پتیا کرے گی۔

(xxv) ۱ بی ایچ ایس حصار دول پور پیسجر حصار سے ۲۰-۲۲ بجے  
کی بجائے ۲۰-۲۱ بجے چلا کرے گی۔

(xxvi) ۳ بی ایس ایچ منوان گڑھ سادل پور پیسجر منوان گڑھ سے  
۲۰-۱۸ بجے کی بجائے ۱۰-۱۹ بجے چلا کرے گی۔

(xxvii) ۱ بی کے ایف فاضلکا کٹ پیورہ پیسجر فاضلکا سے ۳۰-۲۳ بجے  
کی بجائے ۵۰-۲ بجے چلا کرے گی۔

(xxviii) ۱ بی ایچ بی منوان گڑھ بھٹنڈہ پیسجر منوان گڑھ سے  
۳۵-۱۱ بجے کی بجائے ۴۵-۱۱ بجے چلا کرے گی۔

(xxix) ۲۰۴ ڈاون احمد آباد دہلی ایکسپریس ریوڑی سے ۳۰-۱۶ بجے  
بجے کی بجائے ۵۸-۱۶ بجے چلا کرے گی۔ اور دہلی ۱۹۰۰۰ بجے کی  
بجائے ۱۵-۱۹ بجے پتیا کرے گی۔

(xl) ۲ بی بی بیگانہ بیگانہ سے ۱۰-۱۰ بجے کی بجائے ۱۵-۱۷  
بجے چلا کرے گی۔

(xli) ۲ بی آریف ریوڑی فاضلکا پیسجر ریوڑی سے ۳۰-۱ بجے  
کی بجائے ۲۰-۱ بجے چلا کرے گی۔

(xlii) ۳۹۰ اپ اے این ڈی سے ۱۵-۷ بجے کی بجائے ۱۵-۱۶  
بجے چلا کرے گی۔

(xliii) ۳۵۵ اپ آگرہ کینٹ سے ۱۵-۱۹ بجے کی بجائے ۱۹-۰  
بجے چلا کرے گی۔

(xliv) ۱ ایس این سلطان پور سے ۲۰-۲ بجے کی بجائے ۵۵-۲ بجے  
چلا کرے گی اور کھنڈ ۲۵-۹ بجے کی بجائے ۱۰-۱۰ بجے پتیا کرے گی

(xlv) ۲ ایم پی پرتاپ گڑھ منوان گڑھ سے ۲۰-۵ بجے کی بجائے  
۵۰-۲ بجے کی بجائے ۵۰-۵ بجے چلا کرے گی اور منوان گڑھ سے ۲۰-۵ بجے  
کی بجائے ۴۵-۹ بجے پتیا کرے گی۔

(xlvi) ۵ کے ایم خوجہ سے ۵-۷ بجے کی بجائے ۲۰-۱۶ بجے چلا کرے گی

۹- گلاڑیوں میں ایئر کنڈیشنڈ کموڈیشن

دعا اپ ۲ ڈاون میں (دہلی کاٹ) کے ساتھ ساتھ میں تین روزہ کی  
بجائے روزانہ جودی ایئر کنڈیشنڈ کوچ چلا کرے گی۔

دعا ۴ م اپ ۲ ڈاون سوری ایکسپریس کے ساتھ دہلی اور دہلی  
کے مابین روزانہ (۵۱۵ روپے فی ٹکٹ) ایک پوری ایئر کنڈیشنڈ کوچ چلا کرے گی۔



(iii) ۲۷ اپ/۲۸ ڈاؤن انٹرنس میں گاڑیوں کے ساتھ نئی دہلی اور امرتسر کے مابین ایک جزوی ایرکنڈیشنڈ کوچ روزانہ چلا کر گی۔  
(iv) ۹۱ اپ/۹۲ ڈاؤن بیکانیر میں گاڑیوں کے ساتھ دہلی اور بیکانیر کے مابین ایک جزوی ایرکنڈیشنڈ کوچ ہفتہ میں دو روز بموجب تفصیل ذیل ۳۱ جولائی ۱۹۶۲ء تک چلا کرے گی۔

دہلی سے ہر سوموار اور بدھوار کو — بیکانیر سے ہر منگلوار اور ہر شکر دار کو

(v) ۹۳ اپ/۹۴ ڈاؤن جودھ پور میں گاڑیوں کے ساتھ دہلی اور جودھ پور کے مابین ایک جزوی ایرکنڈیشنڈ کوچ ہفتہ میں تین روز بموجب تفصیل ذیل ۳۱ اگست ۱۹۶۲ء تک چلا کر گی۔

دہلی سے ہر سوموار، بدھوار اور شکر دار کو — جودھ پور سے ہر منگلوار، بدھوار اور اتوار کو۔

(vi) ۳۴ ڈاؤن ۴۴ اپ میں گاڑیوں کے ساتھ جھانسی اور لکھنؤ کے مابین ایک جزوی ایرکنڈیشنڈ کوچ حسب ذیل طریقہ پر چلا کر گی جھانسی سے ہر اتوار اور بدھوار کو — لکھنؤ سے ہر سوموار اور شکر دار کو۔  
۱۔ تھرو سیکشن کو چ جو جھاری کی گئیں۔

سٹیشن مابین	گاڑی نمبر	وقفہ	اکوڈیشن کا وجہ	لوگوں کی تعداد
(i) بمبئی سنٹرل پٹھانکوٹ	۳/۳۳ اور ۳۴/۳۴	روزانہ	ایسی	ایک
			I	ایک
			II	ایک
			III	ایک
			(۳ ٹائمر)	
(ii) دہلی راجی	۲۳/۱۲ اور ۲۴/۱۱	دہلی اور راجی سے ہر بدھوار اور شکر دار کو بالترتیب	III, 1 کمپوزٹ	ایک
(iii) دارانسی پورہ	۱۶ ای آر/۵۰ اور	روزانہ	III	ایک
(iv) کالکا پٹھانکوٹ	۱۵/۲۹ ای آر اور ۲۵/۵۱	ہفتہ میں تین روز کی بجائے روزانہ	III, 1 کمپوزٹ	ایک
(v) نئی دہلی جگلوڑی	۲۲/۲۳ اور ۸/۱۵	نئی دہلی سے ہر بدھوار اور اتوار کو اور جگلوڑی سے ہر بدھوار اور شکر دار کو	"	"

II۔ فرسٹ کلاس اکوڈیشن مندرجہ ذیل گاڑیوں میں ہتیا کی جادے گی۔

گاڑی نمبر

۳۳۹ اپ/۳۴۰ ڈاؤن پنجر مابین	سٹیشن
۱ یو کے این پنجر مابین	انبالہ کینٹ، ابھیر
۱ یو آر این/۲ یو آر این پنجر مابین	انبالہ کینٹ، نروانہ برستہ کو ریشتر
۱ ڈی جے ۲/۲ ای جے پنجر مابین	انبالہ کینٹ، منگل ڈیم
۳ جے ایم این/۸ جے ایم این پنجر مابین	دہلی، جاکھل
	جاولہ خدر سٹی اور پٹھان کوٹ۔



# گوگل ناٹھ

”جہاں ہو ترپ درشن کی وہاں کیسی رکاوٹ ہے“

گوسائیں گوگل ناٹھ جی وٹھل ناٹھ کے پتر و لہجہ آچاریہ کے پوتے تھے۔ بھگتی، اخلاق منہ اور اوصاف حمیدہ کی مجسم تصویر تھے، بڑے فیض رساں، غریب امیر کو یکساں جاننے والے کمال خوش خلق انسان تھے۔ بھگوان کی سیوا اور بھگتی میں دن رات مصروف رہتے تھے۔ ان کے مندر میں کاہنا بھنگی ہر روز جھاڑو دینے آیا کرتا تھا۔ بھگوان کے دوسرے ہی درشن کر کے وہ بھنگی سرور مطلق میں کھو جایا کرتا تھا۔ اس کے دل میں بھگوان کے لئے ایک ترپ سی رہتی تھی۔ صبح شام بڑے پریم سے جھاڑو دیتا اور بھگوان کے درشن کر کے گن ہوتا

گوسائیں گوگل ناٹھ جی کو بھگوان کی موتی مورتی پر ہر کسی کی نظر پڑنا اچھا نہ لگا۔ انہوں نے ایک ہلکی سی دیوار کھجوا دی جس سے عوام کی نظر بھگوان پر نہ پڑ سکے۔ اس سے کاہنا بھنگی کے لئے بڑی تکلیف ہو گئی۔ اس کا دل بکھ سا گیا۔ کباب بھگوان کے درشن نہ ہو سکیں گے۔ اس طرح دوسرے وہ بہت بیقرار ہوا تھا۔ رات کو بھگوان نے کاہنا بھنگی کو خواب میں درشن دیتے ہوئے کہا۔ کہ وہ گوسائیں گوگل ناٹھ سے نئی دیوار کے گرا دینے کی التجا کرے۔ کاہنا بھنگی صبح اٹھا۔ سوچنے لگا۔ ”مجھے بیچ ذات بھنگی ٹی گوسائیں جی تک کیسے رسائی ہو سکتی ہے؟ بھگوان کا پیغام کس طرح ان کو پہنچا سکتا ہوں۔ بہت کر کے گوسائیں جی کے پاس جانے کا مقصد کہوں بھی تو دربان مار مار کر میرا پیچ نکال کر رکھ دیں۔“

ان خیالات کے زیر اثر کاہنا بھنگی بالکل خاموش رہا۔ آدم بھگوان ہر روز اسے خواب میں حکم دیتے کہ گوسائیں جی کو نئی دیوار گرانے کے متعلق کہو۔ تیسرے روز ناچار بھنگی نے ڈیوڑھی داروں سے متت سماجت کی کہ گوسائیں جی کو اس کی طرف سے یہ عرض کر دی جائے۔ مگر ان میں سے کسی نے بھی اس کی بات پر غور نہ کیا۔ بلکہ کسی اور آدمی نے گوسائیں گوگل ناٹھ جی کے سامنے یہ قصہ رکھا۔

”گوسائیں گوگل ناٹھ جی نے کاہنا بھنگی کو خلوت میں بلا کر سب ماجرا پوچھا۔ بھنگی نے بھگوان کے ہر روز خواب میں آکر گوگل ناٹھ جی سے دیوار گرانے کی پرا رتھنا کرنے کی آگاہی کے متعلق ساری داستان من و عن کہہ سنائی۔ گوسائیں گوگل ناٹھ جی نے دریافت کیا۔ کہ کیا ان کا نام لے کر بھگوان نے آگیا دی۔ کاہنا بھنگی نے کہا جی ہاں! آپ ہی کا نام لے کر بھگوان تین دن سے لگا تار کہہ رہے ہیں۔ میں نے ڈیوڑھی داروں سے بھی عرض کیا تھا۔ مگر میری کسی ایک نے بھی نہیں سنی۔“

گوسائیں گوگل ناٹھ جی نے بھنگی کو سینے سے لگا لیا۔ اور بڑا پیار کیا۔ تسلی دی اور دوسرے ہی دن جب بھنگی جھاڑو دینے آیا تو دیوار کا نام و نشان نہ تھا۔ اب وہ اسی طرح ہر روز بھگوان کے درشن کرتا ہوا گوسائیں گوگل ناٹھ جی کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا۔ (ادامہ شمع)

ایڈیٹر۔



شری شباب لست ایم ہے

جیند

یہ بجا کہ ناز ہے قوم کو بہا ویر تیرے مقام پر  
مگر آہ کوئی محل کرنے سیری زندگی کے پیام پر  
جو دکھائیں تو نے حقیقتیں جو سکھائی تو نے صداقتیں  
کوئی ان کو سمجھے تو طنز میں وہ ستگری کے نظام پر  
ترے تین رتنوں کی روشنی جو دل و نظر میں سما گئی  
وہ براک نقاب اٹھا گئی جو پڑی تھی جلوہ بام پر  
کرے اختیار جہاں اگر تری اس انسا کی راہ کو  
جو شباب تو بھی عمل کرے نہ یہ تمہیں سوں خواص پر نہ یہ بار غم ہو عوام پر  
ترا مرغ دل بھی فریفتہ ہے ہوس کے دانہ و دام پر

شری سوہن لال جی گردور

مکافات عمل

ہم نے وشنیوں میں گذاری اپنی ساری زندگی -  
خلق کی خدمت ہی کی اور نہ خدا کی بندگی -  
دش کے نہ کام آئے۔ وشو کی سیوا نہ کی -  
ہم نے سمجھا نہ کبھی اس زندگی کے راز کو -  
دکھ درو میں ہوتے رہے شامل کسی کے ہم نہیں -  
نہ کسی بیمار کی سیوا ہی ہم سے ہو سکی! -  
اپنے کاموں کی رہی ہم کو ہمیشہ ہڑ بڑی -  
ہم نے نہ جانا کبھی کس پر مصیبت آ پڑی -  
یہ نہ جانا ہم نے کہ ہے زندگی نکشت عمل -  
ہے بدی کا بد نتیجہ نیکی کا پھل نیک ہے -  
ہم ہمیشہ ہی رہے مغلوب حرص و آرزو سے -  
ہم مکافات عمل پر دھیان نہ دیتے رہے -  
از مکافات عمل غافل مشو

گندم از گندم بروید جو اند جو



# تعریفی چٹھیاں

(۱) آدریو گیمبیری مندرہ جی - سادر پرنام  
آج چاروں طرف ایک مایوسی ہے۔ گھبراہٹ ہے۔ آدمی ہے مگر آدمیت نہیں۔ مندر ہے تو مذہب نہیں۔ دیوتا ہے تو شردھ نہیں۔ ایک کھوکھلا پن چھایا ہوا ہے۔ ایک دکھاوا۔ ایک بناوٹ۔ خلوص نہیں اعتبار نہیں۔ انسان انسا مذہب ہوا ہے۔ کہ مذہب سے دور ہوا جا رہا ہے۔ آخر ہمارے گاکہ؟ آخر یہ دنیا کہاں لے جائیگی ہیں؟ ایک سوال ہے تو منہ پھاڑ لے ہمارے کھڑا ہے۔

ایسے ماحول میں جہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ ”اوم“ ایک رہبر بن کر ہمیں گمراہی سے بچا رہا ہے۔ ایک شعل کی طرح ہماری رہنمائی کر رہا ہے۔ اس کوشش کے لئے میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ بہ آپ کے اور آپ جیسے دوسرے مخلص لوگوں صحت مند مذہبی عقیدوں کے طیف ہی ہے۔ جو میں سماج میں آج کہیں کہیں روشنی اور امید کی کرن نظر آتی ہے۔  
پرشوتم انک سے متاثر ہو کر میں نے کچھ اشعار کہے ہیں پیش خدمت ہیں۔ مارچ کا شمار بھی ل گیا ہے۔ شکریہ کار لائق سے یاد فرما دیں  
نیاز مند کرشن رہبر جی۔ اے۔

(۲) شریمان ایڈیٹر صاحب نمنے۔  
میں نے رسالہ اوم کا سالانہ نمبر بابت سال ۱۹۶۴ء پڑھا ہے۔ اس میں سب دھارمک اپدیش ہیں۔ اپنے دھرم کا گیان نہ ہونے کی وجہ سے ہم ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں۔ اور تین کی جگہ ریت اکٹھی کر رہے ہیں۔ یہیں ایسے دھارمک اخبار پڑھنے چاہئیں۔ اور ان کے ایڈیٹروں پر عمل کر کے اپنے لوگ اور پریلوک کا سدھار کرنا چاہیئے۔ دھرم کے معنی ہیں۔ انسانی فرائض۔  
ہر نبی عالم ہرہ سابق منجریک حال دار دہی 78

(۳) ڈیرنندہ صاحب پریم نمتے  
آپ کا آج روز رسالہ ماہ نومبر کا ملا۔ آپ کا رسالہ اتنا اچھا لگتا ہے۔ کہ راہ کی پستی تاریح کو ملنے کی تمنا ہو جاتی ہے۔ اور عموماً مل بھی جاتا ہے۔ میں ۱۹۵۷ء سے منگوار رہا ہوں۔ ایسے آپ کو دن دو گنی رات چو گنی ترقی دے  
آپکا ڈی۔ ایم۔ جھام ٹیکم گڑھ۔

(۴) مانیندر نندہ صاحب سادر نمتے  
آپ نے سال نو کا نایاب تحفہ ”پرشوتم انک“ کی صورت میں جو پیش کیا ہے۔ واقعی انسان کو دائمی طور پر روحانی غذا اس سے سیر ہو سکتی ہے۔ میں آپ کی کاوش جانفشانی کی تہ دل سے درد دیتا ہوں۔ ”اوم“ کی ہمارے درجن کرنا ہر نش کے بس کی بات نہیں ہے۔  
نار سونی پتی

(۵) محترم منجری صاحب رسالہ اوم دہلی - جے دھرم کی۔  
نوید ہے۔ کہ آپ کا رسالہ ”اوم“ پرشوتم انک ۱۹۶۴ء ملا۔ اس کے مطالعہ کرنے سے واقعی ایک نئی روح زندگی میں پیدا ہوتا ہے اور نصیحت آمیز کچھ کہانیاں ایسی ہیں کہ واقعی اگر انسان بڑے بڑے خیالاتوں کا ہی کیوں نہ ہو۔ یکدم بڑے خیالاتوں کو لات مار کر بھگوان کے پریم میں متوالا ہوتا ہے۔  
آپکا پریمی دور کا ناتھ کول



## ہندوستانی سپاہی

حسرت رسالہ پوری

شعلہ غم کو سینوں میں نہاں رکھتے ہو  
تم وطن کیلئے اک روح تیاں رکھتے ہو

صرف تدبیر کی شمشیر ہی جاگیر نہیں

دست و بازو میں بھی تم تاب توں رکھتے ہو

فتنہ و شر کو ٹایا ہی نہیں ہے تم نے

امن کے ساز کو بھی نغمہ بہ جاں رکھتے ہو

پرچم قوم کا ترنگا ہوا ہے شاہد

عدل و انصاف کا تابندہ نشان رکھتے ہو

تم نگہبانِ وطن، اہلِ وطن ہو کسیر

اور دشمن کیلئے تیغ رواں رکھتے ہو

تم نے تخریب کی ہر راہ مسدود کی

تم ہی تعمیر کا اک فکرواں رکھتے ہو

سالنامہ  
پرشوتتم انک

حسرت کرشن بہتری۔ ۱۔ ۷۷

خوب تر ہے سالنامہ اوم کا

نندہ صاحب، مرچا، صدر چبا

اس کا اک اک لفظ ہے مثلِ چراغ

جگمگائے اس سے ہیں دل اور دماغ

بن کے آیا ہے یہ اک پیغامبر

نقشِ گہرے چھوڑتا ہے زلیست پر

خوابِ غفلت سے جگایا ہے ہمیں

راہِ بشریت دکھایا ہے ہمیں

خوشنما گلستا عرفان ہے

روح کی تسکین کا سامان ہے



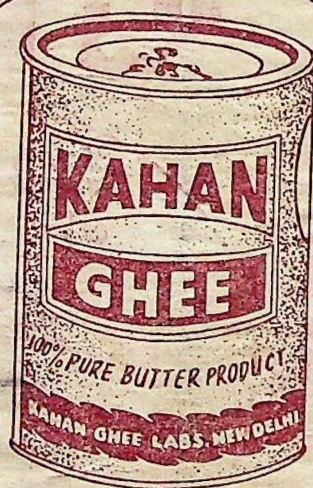


# کاہن گھی اتنا مقبول عام کیوں ہے ؟

کوالٹی میں بہترین

توافقی خالص  
تازہ بہ تازہ

حفظانِ صحت کے اصولوں کے  
مطابق تیار کیا جاتا ہے



قدرتی خوشبو اور وٹامن  
سے بھرپور

ہندوستان کے ہر شہر  
میں ہر بڑے دوکاندار  
سے دستیاب ہے

خالص مکھن سے تیار کردہ  
صحت کا حقیقی محافظ

صحت کو برقرار رکھنے  
کیلئے اپنے نزدیکی دوکاندار  
سے طلب کریں۔

کاہن گھی لیبارٹریز اجمل خاں روڈ قریب باغ نیو دہلی  
فون نمبر 55141

برانچ :- ۸۲ سنٹرل مارکیٹ ، لاجپت نگر ، نئی دہلی



Monthly 'OM' Delhi.

Vol. 31

APRIL 1964. Regd. no. D. 84

# بھارت نئی نئی تاریخ

آپ بھارت کی  
کسی بھی زبان

میں  
تاریخ بھیج سکتے ہیں

بشرطیکہ

پیغام

دیوناگری رسم الخط

میں ہو

اخباری تاریخ، بیماری و حادثے کے ترجمانی تاریخ  
(پرائیویٹ میونس لائف ٹیلی گرام) ٹیلی فون پر  
تاریخ (فونوگرام) اور تاریخ کے مختصر پتوں کی  
رجسٹریشن۔

انگریزی میں تاریخ بھیجنے کے لئے جو سہولیات  
دستیاب ہیں، اب وہ دیوناگری رسم الخط میں  
تاریخ بھیجنے کے لئے بھی حاصل ہیں۔ تہنیتی تاریخ  
(مبارک باد کے چلے ہندی میں) ڈی نکس تاریخ

بیس سو سو اب ۱۲۰۰۰

تاریخ گھروں میں دستیاب ہے



محکمہ ڈال و تاریخ

DA 62/79

Printed at : Sood Litho Press, Delhi.